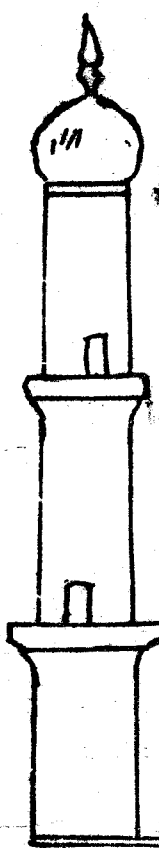


برائگی کی راہ کی نگاہ تالیف حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کو شائع ہوتا ہے

ماہنامہ ۲

مسلم ایم



جلد ۱۷ بھیر پنجاب، جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ء نمبر ۲

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	توحید و رسالت	از جناب مولوی تھویر الحق صاحب میرٹھی	۲
۲	تجارب عامیہ و عامیہ (کلامیات)	ملا گھن چکر	۱۰
۳	اقم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (مذکرۃ الصالحات)	از مولانا خواجہ محمد ایوب صاحب بھیردی	۱۳
۴	کیونٹوں کا فتنہ	از جناب شوہر آش کا شمیری	۱۷
۵	مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا سولہواں سالانہ جلسہ	۱۱۱	۲۲
۶	علماء ملت کی حق گوئی	از مولوی محمد امین صاحب جٹکوی	۲۸
۷	استغیارات		۳۱

د باہتمام غلام حسین ایڈیٹر پرنٹر میمنہ منوہر پریس گودھا سے چھپ کر بھیر پنجاب سے شائع ہوا

## مقالات

## توحید و رسالت

(ان جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

دنیا میں ائمہ کفر و ضلالت کی حکمت چل رہی ہے۔ اور  
معبودان باطلہ خدائی کر رہے ہیں تو دنیا کے موجودہ  
نظام کو درہم و برہم کر کے اسلامی نظام قائم کر۔

## عہد حاضر کے مسلمان اور عقیدہ توحید

ہندوستان کے نوکر و مسلمان لا الہ الا اللہ کے  
قابل تو ہیں اور اس کا سرسری سا مفہوم بھی جانتے  
ہیں۔ زبان سے کہتے ہیں کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں" مگر معبود کے صیغہ اور پورے مفہوم سے نا آشنا  
ہیں۔ توحید کی اصلیت و حقیقت سے غافل ہیں۔  
جو کچھ زبان سے کہتے ہیں اس پر عامل نہیں رہتے۔  
ہے کہ وہ دنیا میں جہاں بھی غلام و محکوم ذلیل و  
خوار غائب و خاسر اور پامال روزگار ہیں۔

کلمہ طیبہ جو علم و عمل، فکر و نظر، تقویٰ، طہارت  
شرافت اور انسانیت ان میں پیدا کرنا چاہئے۔ اس کیفیت حد  
تک محروم ہیں۔ نوکر و ذرہ ندان توحید کی زبانوں  
پر کلمہ ہے۔ مگر دل و دماغ خدا سے باغی اور غیر اللہ کے  
غلام ہیں، مادی طاقتوں سے لرزہ بر اندام ہیں۔ خدا  
کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا قاضی الحاجات اور حل  
المشکلات قرار دے رہے ہیں۔ مصائب و آلام میں  
مانتے خدا کو نہیں مگر پکارتے غیر اللہ کو ہیں۔ خدا کو ماننے

اسلامی دعوت اور اسلامی تعلیمات و حقائق کا خلاصہ  
کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس  
میں دو چیزیں ہیں۔ توحید اور رسالت۔ انہی دو چیزوں  
کی حقیقت کو سمجھ لینا گویا اسلام کی حقیقت کو سمجھ لینا  
ہے۔ اسلام انسانوں سے صرف ان دو چیزوں کا محض  
ذہانی اور رسمی اقرار ہی نہیں چاہتا بلکہ ان کی معرفت  
اور تصدیق قلبی بھی چاہتا ہے۔ یعنی اسلام کلمہ کسنانوں  
کی بھرتی نہیں چاہتا۔ کہ لوگ کلمہ پڑھ پڑھ کر اسلام میں  
داخل ہوتے اور مردم شماری کے جبر میں اپنے نام  
لکھاتے چلے جائیں۔ اور ڈبئی و عملی طور پر جیسے ہیں۔  
صدیاں گزر جاتے کے بعد دیکھ کے دلیسے ہی رہیں۔  
وہ اس کلمہ کے ذریعہ مسلمانوں کے دل و دماغ کو حریت  
و خودداری کے بلند و پاکیزہ جذبات و خیالات سے  
منور کرے گا، ضمیر کو ضد، تعصب، جہالت، دناوت  
اور توہمات کی غلامی سے نجات دلا کر گرہی فکر اور  
عفت فکر عطا کرے گا ہے، انسانوں کو فطرت کے مطابق  
زندگی بسر کرنا سکھاتا اور رہبانیت کی جڑ پر کھٹاڑا چلاتا  
ہے۔ معبودان باطلہ کو پاش پاش کرنا ہے اور مسلمان  
سے کہتا ہے کہ اے مسلمان! خدا کی مرضی اپنی مرضی کو  
قرآن کریم کے کامنات پر چھٹا جا، نئی دنیا، نئی زمین، نیا  
آسمان نئی زندگی اور نیا نظام پیدا کر۔ اگر تو دیکھے کہ

کسی کے سامنے جھکوں، کیوں کسی سے ڈروں اور کیوں کسی سے کچھ مانگوں۔ اس اعتقاد سے مومن پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ شرک نہ کرے۔ جب تک ایک مسلمان شرک کی حقیقت سے آگاہ ہو کہ کلی طور سے اس سے اجتناب نہ کرے وہ مومن اور موحّد نہیں ہو سکتا۔ شرک نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو رب تسلیم نہ کرے۔ لہذا رب کے مفہوم کا جاننا لازم آیا۔ اگر رب کا مفہوم نہ جانے گا۔ تو نہ معلوم اس کو اپنا رب بنالے اور کلمہ پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا رہے۔

لہذا کا مطلب یہ مقتضی بھی یہی ہے کہ کلمہ گو مسلمان کسی کی خدائی نہ مانے، کسی کے آگے سر نہ نیانہ نہ جھکائے۔ صرف اسی کی عبادت کرے، اسی سے استعانت چاہے۔ گویا کلمہ کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز کی نفی کرے۔ اور لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ لوازمات اور ہیبت، عبودیت اور اطاعت گوارا نہ کرنے لئے خاص کرے۔

### نفی و اثبات کا مفہوم

مرد مسلمان "لا" کے ذریعہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کوئی ہستی اس کائنات میں ٹھکان اور قانون ساز نہیں، قابل تسلیم نہیں، لائق اطاعت نہیں، اور مستحق عبادت نہیں۔ اس اعلان کے بعد مسلمان کا فرض ہے کہ وہ غیر الہی طاقتوں اور نظاموں کے بدہمتیوں سے باہمی ہو جائے، خدا سے باغی اور سرکش انسانوں کی خدائی ٹھکرائے، کفریہ اور شرکیہ عقائد و اعمال کی تخریب کرے، اہم درواج کے تباہ کو پاش پاش کرے، نسل و نسب کے فخر و غرور سے اپنے دل و دماغ کو پاک

ضرور میں۔ مگر اس طرح نہیں جس طرح قرآن منواتا ہے۔ خدائی اوصاف و کمالات دوسروں میں بھی ثابت کرتے ہیں۔ اور اسی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں پس اگر مسلمان دنیا میں مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہتا، ابھرتا، تھکتا کرنا اور اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو چاہیے کہ توحید و رسالت کا صحیح مفہوم سمجھ کر اس کے مقتضیات کو پورا کریں۔ اور عملی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دیں۔ جب تک وہ سچے مومن اور موحّد نہیں بنیں گے ان کی یہی پست و ذلیل حالت قائم رہے گی جو اب ہے۔ سنئے اور گوش ہوش سنئے:-

### لا الہ الا اللہ کے دو اجزاء

کلمہ لا الہ الا اللہ دو اجزاء سے مرکب ہے ایک نفی اور دوسرا اثبات۔ لا الہ نفی ہے۔ یعنی کوئی ہستی اس کائنات میں ایسی نہیں جس کے سامنے انسان سر تسلیم خم کرے، اس کو اپنا حاجت روا اور مشکاکشا اور اپنے نفع اور نقصان کا مالک سمجھے۔ اور اس سے وہ مطلق قائم کرے جو خدا سے قائم کرنا چاہیے۔ خدا جیسی محبت و تعظیم کسی کی نہیں کرنی چاہیے۔ ایسی ہستی اگر کوئی ہے تو صرف اللہ ہے۔ یہ ہے الا اللہ کا مفہوم۔ یعنی مسلمانوں کے لئے صرف ایک خدا کافی ہے۔ اس کلمہ کے ان دونوں اجزاء پر ایمان لانا اور عملی طور پر نفی و اثبات کو تاحروری ہے لا الہ سنئے انسان کے اندر شان قاہری پیدا ہوتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ جب اس دنیا میں اللہ کے سوا میرے نفع و نقصان کا مالک اور کوئی نہیں تو میں کیوں

سب وحدت کلمہ پر جمع ہو جاؤ۔ اللہ کے سپاہی بن جاؤ۔ اللہ کی بندگی و اطاعت کا پٹا اپنے گلوں میں ڈال لو۔ سب کے سب ایک اور نیک بن جاؤ۔ بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ایک دہخ و ہم آہنگ ہو جاؤ۔ اسلام کے نظام و احادیث منسلک ہو جاؤ۔ ہر قسم کی تفریق مٹا دو۔ پھر سب مل کر دنیا میں اللہ کے دین کا بول بالا کرو۔ ادیان باطلہ کو مٹاؤ۔ کفر و شرک کی قوت و شوکت کو توڑ دو۔ اور اقوام عالم پر ابرہہ رحمت بن کر چھا جاؤ۔

### دنیا میں انسانوں کی خدائی کیوں چلی رہی ہے؟

اس لئے کہ دنیا کے کلمہ پڑھنے والے مسلمان کلمہ کی مذکورہ بالا حقیقت سے بے خبر ہیں۔ "لا" کے جلال اور "آلا" کے جلال سے محروم ہیں۔ دنیا میں مختلئے الہی کے مطابق یہ تخریب کر رہے ہیں اور نہ تعمیر۔ تخریب و تعمیر کے اسلامی مفہوم سے نا آشنا ہیں۔ ان کے خواص اور عوام تک یہ نہیں جانتے کہ اسلام کی دعوت کیا ہے۔ جو کچھ جانتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ زبان سے توحید و رسالت کا اقرار کر لو۔ اور پھر شوق سے جس کی چاہو حکومت مانو۔ اور جس قانون کی چاہو پیروی کرو۔ پس صرف خدا و رسول پر اعتقاد رکھو۔ اعتقاد بھی محض یہی اور سطحی۔ مثلاً یہ کہ اللہ عدد میں ایک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ الہ کا ترجمہ ہے معبود۔ مگر عبادت اور معبود کا حقیقی مفہوم غائب۔

اس زمانہ کے مسلمان سمجھ ہی نہیں سکتے کہ فوق فطری حاکمیت کے ساتھ ساتھ سیاسی و تمدنی حاکمیت بھی اللہ ہی کو حاصل ہے۔ وہ فوق الفطری حاکمیت تو اللہ کی ضرور مانتے ہیں مگر سیاسی و تمدنی طور پر اللہ کو اپنا حاکم نہیں مانتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر میں اللہ کو بھی مانتے ہیں۔

کرے، مفسد نظاموں کو توڑے اور غلط مذاہب و مذاہب سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

اسلامی زندگی کا پہلا قدم "لا" ہے۔ جب مسلمان لا کہتا ہے تو گویا اس نے راہ توحید میں پہلا قدم اٹھا لیا۔ اب اسے فرعون، غمراہ، سرایہ، داندوں، قلعہ کا رہنما، شیطان، آباؤی رسم و رواج، کفریہ و شرکیہ عقائد و اعمال، مفسدانہ نظاموں اور خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشوں کی تخریب کرنی ہے۔ جہاں اس جہاد میں اس کا قدم سست نہ پڑا اور ایمان کمزور نہ ہوا۔ ایمان کی قوت و توانائی اور بہت سی مستقامت اسی میں ہے کہ غیر اللہ کی خدائی مٹانے اور معبودان باطلہ کا زور و قوت توڑنے میں انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے سرگرم عمل رہے۔ "لا" تمام غیر اسلامی قوتوں غیر اسلامی طریقوں، غیر اسلامی عقائد و اعمال اور غیر اسلامی نظاموں کے لئے پیام موت ہے۔ اسی تخریب میں انسانیت کا تحفظ و بقا، تعمیر و آبادی اور عروج و ارتقا ہے۔

یہ تخریب تعمیر کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی مسلمان دنیا کے ظالمانہ و مفسدانہ نظاموں کی تخریب اس لئے کرتا ہے کہ وہ ان کی جگہ اسلام کا عادلانہ و مصلحانہ نظام قائم کرتا۔ اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبدیت کے دائرے میں لانا چاہتا ہے۔ اگر وہ صرف تخریب پر ہی اکتفا کرے اور تعمیر نہ کرے۔ تو گویا اس نے کلمہ کا پورا مطلب پورا نہیں کیا۔ اور اپنے موجدانہ کام میں ناکام رہا۔ دنیا میں اس کا وجود و عدم برابر ہے۔ نہ اس کو اسلام سے کچھ حاصل اور نہ اسلام کو اس سے کچھ فائدہ۔ "آلا" مسلمانوں کو سبق دیتا اور اُبھارتا ہے کہ اٹھو اور دنیا میں خدا کی حکومت قائم کرو۔ اور اس میں بنی نوع انسان کی فلاح و کامرانی اور امن و سکون ہے۔

اور سیاسی و تمدنی حیثیت سے کفار و مشرکین کو بھی حاکم  
اور آقا قرار دینے سے یہ شرک مولوی شیعہ ائمہ صاحبِ اربعہ  
اور مولوی ابراہیم صاحبِ لکھنؤ جیسے عیان لوح کی سمجھ میں بھی نہیں  
آسکتا۔ وہ پیر پرستی اور قبر پرستی کو شرک سمجھتے اور کہتے  
ہیں مگر حکومتِ پرستی کا شرک ہونا ان کے فہم و ادراک  
سے بھی باہر ہے

ہر فرقہ کے ایک بڑے کا فہم قرآن اور ارشاد  
صدیوں سے پہلے آ رہا ہے کہ "جو قصیر کا ہے وہ قصیر کو دو  
اور جو خدا کا حق ہے وہ خدا کو دو" یعنی سیاست تمدن  
میں بادشاہوں کے قانون کی پیروی کرو، حاکمان وقت  
کی اطاعت و وفاداری کے درس دو۔ اور ان کے حکام  
کی بلا چون دجہرا اطاعت کہتے تھے۔ اور مذہبی امور  
یعنی عقائد، عبادات اور معاملات میں قرآن وحدیث  
کی تصریحات پر عملی کرو۔ یعنی مذہب الگ ہے اور  
سیاست جدا مسجد، خانقاہ اور مدرسہ میں اللہ کی  
حکومت ہے۔ وہ بھی صرف نماز پڑھتے اور س دیتے  
اور مراقبہ کرتے وقت اور مسجد، خانقاہ سے باہر سوال  
کی حکومت ہے۔ فرمائیے جن لوگوں نے اسلام  
کی دعوت اور توحید کے مفہوم کو یوں غارت کر دیا ہو  
اور قوم بے دین سیاست کے پنجہ میں آ گئی ہو۔ ان کی  
توحید و رسالت ائمہ کفر و ضلالت کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔  
اور ان سے دنیا کے بادشاہوں کی <sup>مستطروں</sup> باطل  
نظاموں، ملحدانہ تمہیکیوں اور بے دین لیڈروں کو  
خطرہ کیوں ہو۔

مسلمانوں کے عوام و خواص نے توٹھیکے لے رکھا ہے کہ دنیا کی حکومتوں اور سلطنتوں کے لئے پُرا من اور اطاعت گزار و غایا فراہم کریں۔ اپنی مسجدوں

عدیسوں اور خانقاہوں میں کافرانہ نظاموں اور حکومتوں  
 کی مشینری چلانے کے لئے ہر قسم کے پیرزے تیار کریں  
 جو فوج پولس، آبکاری، سودی کاروبار اور ہر قسم  
 کے نظام تمدن میں آسانی کھپ جائیں۔ اقتدار کسی  
 کا ہو۔ اس کے ماتحت مسلمان دیندار اور بے دین سب  
 کے سب پُر امن باشندوں کی حیثیت سے رہیں۔ اور  
 اپنے دین و ایمان کو کفر کے تسلط میں محفوظ سمجھتے رہیں  
 جب دنیا کے مسلمان یوں سیاسی و تمدنی اقتدار کھاد و  
 مشرکین کو سونپ دیں تو کیوں دنیا میں انسانوں کی خدائی  
 چلے۔

## دین و سیاست کی علیحدگی

اسلام نے مسلمانوں کو توحید و رسالت کا صحیح مفہوم اور دین حق و دین باطل کی تمیز دے کر امارت، علم اور ارشاد کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ اور دین و سیاست کو الگ ہو گئی۔ ۱۔ باب حکومت نے سیاسی و تمدنی کاروبار کو سنبھالا۔ اور باب علم و ارشاد و عقائد و عبادات، وعظ و تلقین، درس و تدریس اور تعلیم و تہذیب کو لے کر مسجد و خانقاہوں اور مدرسوں میں پہنچے۔ دین ایک تھا اور نصب العین سب کا ایک تھا۔ مگر اس تفریق و علیحدگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ و ائمہ علماء جدا اور صوفیا علیحدہ ہو گیا اسلام کے نظام کے تین ٹکڑے ہو گئے۔ اس تثلیث نے توحید کو برباد کر دیا۔ بادشاہوں کو حکومت کے نشہ نے مدہوش کیا۔ علماء فلسفیانہ منطقیانہ اور متکلمانہ الجھنوں میں پھنس گئے اور صوفیا اپنے میلے صاف کرنے میں لگ گئے۔ اور اتحاد دین کا مقصد تینوں نے بھلا دیا۔ ان تینوں محاذوں میں ایسے ہی قریب

حکام، علمائے حق اور سچے مشائخ کرام ضرور موجود ہیں جنہوں نے دین حق کو ہر زمانہ میں اور ہر جگہ قائم کرنا چاہا مگر ابوں کو مٹایا، طاغوتی طاقتوں سے ٹکرائے۔ اور علم اسلام کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ مگر ان کی تعداد تھوڑی ہی ہے۔ بگڑے ہوئے حکام علمائے سوا اور پیران دیا کا رہنے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اور عوام کو حق پرست پیشوایان دین سے متفرک کر کے ہمیشہ اپنے قبضہ و شرم میں رکھا۔ آج بھی یہی حال ہے اور نہ معلوم کب تک رہے۔

جب مسلمانوں کا دین ان کی سیاست سے الگ ہوا تو بجائے اس کے کہ علماء و مشائخ ملوکیت کو کھینچ کر خلافت کی طرف لائے۔ اقامت دین کا نصب العین نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ اور مصائب برداشت کرتے وہ سیاست ہی سے بیزار و متنفر ہو گئے۔ اہل تقویٰ نزدیکہ کا کام لے کر گوشہ نشین ہو گئے اور سیاست مقدم کو دنیا پرست سلاطین اور لیڈروں کے قبضہ میں دے گئے دنیا دار علماء اور دیا کا مشائخ نے حکام کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دیا۔ یہ اہل تقویٰ کا رہبانیت اختیار کرنا مسلمانوں پر قیامت ڈھا گیا۔ یعنی توحید و رسالت کا صحیح تصور اور انقلابی نظریہ غائب ہو گیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان فوق الفطری حاکمیت تو اللہ کی مان رہے ہیں۔ اور سیاسی و تمدنی حاکمیت کفار و مشرکین کی چل رہی ہے۔ اور وہ خوش ہیں کہ کفار کی حکومتوں میں ان کا دین و ایمان محفوظ ہے۔

### مسلمانوں کی صحیح اسلامی زندگی سے محرومی

توحید و رسالت کے مقرر مسلمان اس حقیقت سے نا آشنا ہو گئے ہیں کہ اسلام ایک نظام زندگی ہے جس

میں عقائد، اخلاق اور عبادات کے ساتھ انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام فرائض و معاملات بھی داخل ہیں۔ اسلام اپنے پیروؤں کو اس پورے نظام کی پیروی کی طرف دعوت دیتا ہے اسلام کا دعویٰ ہے کہ یہی نظام حق ہے۔ اس میں مسلمانوں کی تنظیم و ترقی اور انسانوں کی فلاح و نجات ہے۔ اور اس کے سوا ہر نظام باطل ہے۔ یہ بتا کر اسلام مسلمانوں سے توحید و رسالت کا اقرار لیتا اور ان کا مقصد حیات قرار دیتا ہے کہ وہ دنیا میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے لڑیں۔ اور دوسرے نظامات کو مٹائیں۔ اس کے بغیر ان کو اسلامی زندگی بے سر نہیں آ سکتی۔ وہ اسلام کے نظام زندگی کی پیروی کسی دوسرے نظام زندگی کے ماتحت رہتے ہوئے نہیں کر سکتے۔ اگر ہم علماء اقامت دین کی دعوت نہیں دیتے تو ہمارا گھبرہ ہٹنا ایک سطحی بات ہے۔ خوب یاد رکھئے کہ اسلام ایک ایسا نظام زندگی ہے جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر کے اس کی اطاعت و فرما برداری قبول کرتے ہیں۔ اس کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اسلام میں طرہ فکرو عمل اور طریق زندگی ہے۔ اس طریق زندگی کا عملی نمونہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے اسی لئے وہ توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار بھی لیتا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کے اقتدار اعلیٰ اور اس کی حاکمیت پر ایمان لا کر اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا چاہیں تو ان کو چاہیے کہ زندگی کے تمام معاملات و مسائل میں اسوۂ نبی کو اختیار کریں۔ مشکوٰۃ نبوت کی روشنی میں چلیں۔ اور اتباع رسولؐ کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بنائیں۔

## توحید کا مطلب

ہی یہ ہے کہ اقتدار مطلق اور حاکمیت اعلیٰ صرف خدا کا حق ہے۔ پس تمام صورتوں کے ساتھ اس کی بندگی و اطاعت کرنی چاہیئے۔ اللہ کے سوا جس کی اطاعت بھی ہو اللہ کی اطاعت کے تحت اس کی مقررہ حدود کے اندر ہو۔ اللہ کی اطاعت کے خلاف کسی کی اطاعت نہ کی جائے۔ لا الہ الا اللہ کا یہی مفہوم ہے۔ یہ کلمہ مالک و حاکم کو متعین کرتا ہے۔ اور مملوک و محکوم کو بھی اس کے اعلیٰ مقام سے واقف و آگاہ کر دیتا ہے یہ کلمہ بتلاتا ہے کہ خدا کی شان اور اس کی توحید یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی فرماں روا نہیں ہے اور انسان کا مقام عبودیت۔ یعنی خدا کی عبادت و بندگی ہے۔ وہ خدا کا بندہ ہے۔ اسے ہر حال میں اُسی کا بندہ بن کر رہنا چاہیئے۔ وہ خدا کے سوا کسی بنے یا بنائے ہوئے فرماں رواں کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ خدا کی پہچان لازمی طور پر انسان کو اپنے مقام سے آگاہ کرتی ہے۔ جب انسان خدا سے اور اپنے آپ سے آگاہ ہو جائے تو پھر کائنات کی کوئی طاقت اسے اپنے سامنے نہیں جھکا سکتی۔ کلمہ طیبہ کا فہم و اقرا انسان میں معرفت الہی اور خود آگاہی کا جو ہر پیدا کرتا ہے اور اسی چیز کا فقدان خدا فراموشی اور خود فراموشی ہے اور آج دنیا کے انسانوں اور کافر و مومن سب کا یہی مرض ہے جس نے دنیا کو فساد و بگاڑ، ظلم و عدوان اور ضلالت و شقاوت سے بھر رکھا ہے۔

جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں" تو اس کا مطلب صرف یہی نہیں ہوتا کہ

اس کے سوا کوئی مسجود، معبود، حاجت روا، اور مشکل کشا نہیں۔ کوئی اس لائق نہیں ہے کہ اس سے دعا مانگی جائے، نفع و نقصان کی امید رکھی جائے۔ اور خدا جیسی محبت و عظمت کی جائے، یا اس کے آگے تذرو نیاز پیش کی جائے، بلکہ اس کے ساتھ اس کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی مالک، بادشاہ اور حاکم نہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جسے اقتدار اعلیٰ اور حاکمیت اعلیٰ حاصل ہو۔ جس کا حکم بے چون و چرا مانا جائے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جس کے قانون کو قانون تسلیم کیا جائے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جس کو انسان اپنے سے بالاتر سمجھے اور جس کے آگے ذات، غلامی، نیازمندی اور محکومی اختیار کرے۔ اس کی ذات اسروہی اور حکمت و دانائی کا منبع ہے۔ حقیقت و مدانت کا آخری ماخذ اسی کا حکم ہے۔ والدین کی اطاعت، اولی الامر اور استناد کی اطاعت، شوہر کی اطاعت، آقا کی اطاعت، اور علماء و صوفیاء کی اطاعت وغیرہ یہ سب اطاعتیں اطاعت الہی کی شرط سے مشروط ہیں۔

یہ ہیں اللہ کو الہ واحد تسلیم کرنے کے لوازم۔ جو شخص ان میں سے کسی حیثیت سے بھی اللہ کو الہ واحد تسلیم نہیں کرتا۔ اس کی توحید ناقص ہے۔

شرک کی صورت صرف یہی نہیں کہ غیر کو سجدہ نہ کیا جائے، غیر اللہ سے دعائیں نہ مانگی جائیں، اور کسی کے سامنے راز و نیاز نہ پیش کی جائے بلکہ شرک کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ جس میں مسلمان مبتلا ہیں اور انہیں خبر تک نہیں کہ وہ شرک کے مرتکب ہیں مثلاً یہ کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں کہ اللہ سے بے نیاز ہو کر کسی کی حکومت ماننا، کسی کے قانون کو ماننا، زندگی کے

کی ساری روح توحید ہے۔ یعنی خدا کے ماننے والوں کو اپنے اپنے ایمان اور اپنے اپنے اعمال صالحہ اور اللہ کے بتلائے ہوئے قانون نجات پر تکیہ و بھروسہ کرنا چاہیئے۔ نجات صرف اپنے عمل سے ہوتی ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے کی نیک کمائی میں شریک نہیں ہو سکتا۔

معاملات و مسائل میں انسانوں کی ذاتی رائے کے مطابق فیصلہ کرنا اور اسلامی نظام کو چھوڑ کر دوسرے نظاموں کے ماتحت زندگی بسر کرنے پر تکیہ کرنا بھی شرک ہے۔

## دین حق میں توحید کی اہمیت

نظام دین میں توحید کو وہ اہمیت حاصل ہے۔ جو نظام جسمانی میں دل کو حاصل ہے۔ سارے دین کی بنیاد تین چیزوں پر قائم ہے۔ توحید، رسالت اور معاد۔ یعنی اللہ پر ایمان لاؤ رسول پر ایمان لاؤ۔ اور آخرت پر ایمان لاؤ۔ سارا قرآن انہی تین چیزوں کے مطالبہ سے بھرا پڑا ہے۔ رسالت اور معاد توحید ہی کے تحت ہے۔ وہ اس طرح کہ دین متین شائع اور قانون ساز صرت اللہ ہے۔ یہ توحید کے مقتضیا میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے احکام و قوانین بندوں کے پاس براہ راست نہیں بھیجتا۔ بلکہ اپنے رسول کے ذریعہ سے بھیجتا ہے۔ اس لئے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد

رسول اللہ کا ماننا بھی ضروری ہوا اور اس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور ہر شعبہ زندگی میں واجب الاطاعت ماننا توحید کا جزو لاینفک ہے۔ محمد رسول اللہ کو مانے بغیر توحید اور ایمان کا دعویٰ باطل اور جہل ہے۔ جو شخص اللہ کو خدا کہتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی سے منحرف ہے۔ وہ قطعی طور پر کافر ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا اور رسول میں صفات کے اعتبار سے کوئی فرق دہمیتیا نہیں کہتا وہ مشرک ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور آخری رسول کو جو عظمت و رفعت دی ہے اس سے گہرا انکرا ہی اور بڑھانا بھی کفر ہے اور ہر معاد سیدہ خدا کی صفات کا لازمی اقتضا ہے ہر معاد

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ نظام دین میں توحید کو کیا اہمیت حاصل ہے۔ اور توحید رسالت اور معاد کیوں کر آپس میں مربوط و متعلق ہیں؟ اور سنئے۔

## تمام انبیاء علیہم السلام کی جد جہد کا مقصود

تمام انبیاء علیہم السلام دنیا میں اسی لئے آئے تھے کہ مذکورہ بالا تمام حوائج شرک کی جڑ کاٹ دیں۔ انسانوں کو طاغوت کی بندگی سے نجات دلا کر اللہ واحد کی عبادت و بندگی کرنا سکھائیں۔ اور توحید خالص کو قائم کر دیں یعنی خدا کے بندوں کو دوسروں کی بندگی سے چھڑا کر خالص خدا کا بندہ بنادیں۔ تاکہ انسان خدا ہی کو اپنا خالق، مالک اور بادشاہ ماننے لگیں۔ اسی کی اطاعت و بندگی کریں۔ اسی پر اعتماد و توکل کریں۔ اسی سے مدد کے طالب ہوں۔ اسی سے محبت کریں۔ اسی سے ڈریں اور اپنی ساری زندگی اسی کے حوالہ کر دیں۔



## خلاصہ کلام

یہ کہ توحید سارے دین کو محیط ہے۔ اور اسلام نے توحید کو مرکز علوم و افکار بنا کر اور کتاب و سنت کو منبع بصیرت و ہدایت قرار دے کر دنیا میں اسلامی نظام کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس کو قائم کرنا ہمارا دینی فرض اور پیدائشی حق ہے۔ مسلم کی حقیقی زندگی اسلامی نظام سے وابستہ ہے۔ بس ہم سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اندر سے دینی و سیاسی تفریق مٹا کر ایک ہو جائیں۔ سب بھائی بھائی بن جائیں۔ دنیا والوں کو اسلامی نظام کی طرف دعوت دیں۔ عزم و ہمت، مسلسل جدوجہد، پیہم عمل اور ہر طرح کی قربانی سے کام لیں۔ کاش میری یہ کمزور و حقیر آواز علمائے کرام اور مشائخ عظام تک پہنچ سکے۔ اور وہ اپنے سادے وقت اور ساری قوتوں کے ساتھ تحریک اقامت دین کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

تحریک اقامت دین کو کامیاب بنانے کا موزون ترین وقت یہی ہے۔ اس لئے کہ انسان اپنے خود ساختہ نظاموں کا تجربہ کر کے تنگ آ چکے ہیں۔ ہر نظام نے دنیا میں ظلم اور فساد ہی پھیلا یا۔ اب وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں ظلم و فساد کی جڑ انسان کی حکمرانی و قانون ہے۔ تو شاید یہ ایک ایسی غلطی و غفلت ہو گی جس کی تلافی ہم صدیوں میں بھی نہ کر سکیں۔

اس کی صفات میں کسی کو شدید تکبریں۔ خدا کی برابر کسی کو نہ کریں۔ خدا جیسا تعلق کسی سے نہ رکھیں۔ خدا کو خدا بندہ کو بندہ سمجھیں۔ الوہیت اور جدیت کو گٹھڑے کریں کسی بنی کو ایک حیثیت سے خدا اور ایک حیثیت سے بندہ نہ بنائیں۔ اور کسی ولی کو خدائی کا دربار میں شریک و منشی نہ ٹھہرائیں۔ اللہ کے نیک بندوں سے محبت و عقیدت ضرور رکھیں۔ مگر اس لئے کہ ان کے پاکیزہ کارہائے حیات سے ایمان و عمل صالح کی صحیح روح حاصل کریں۔ اس لئے کہ وہ خدا کی بجائے مشکل کاموں میں کام آئیں۔ اور ان کو پکڑ کر خدا کو چھوڑ دیا جائے۔

الغرض دین کا تمام نظام توحید سے لہو و نشین و مستحکم ہے۔ اگر توحید کا تصور بگڑ جائے۔ تو دین کا سارا نظام بگڑ جاتا ہے۔ توحید اسلام کے جسم کی روح اور دین کا بنیادی مرکز ہے۔ کاش مسلمانوں کے دل و دماغ میں توحید کا صحیح اور مکمل تصور پیوست وراسخ ہو۔ اور پھر سے ثومن و مجاہد بن کر دنیا پر چھا جائیں۔ آج دنیا نے انسانیت ان کی رہنمائی کی محتاج اور اسلام کے آپ حیات کی پیامی ہے۔ بس توحید و رسالت کی حقیقت سمجھنے اور اس پر عامل ہونے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد نہ صرف مسلمانوں کا بلکہ تمام انسانوں کا بیڑا پار ہے۔

۴ ساز ہی ہے۔ اگر ہم نے اس وقت کو بھی ضائع کر دیا۔ تو شاید یہ ایک ایسی غلطی و غفلت ہو گی جس کی تلافی ہم صدیوں میں بھی نہ کر سکیں۔

و ما علینا الا البلاغ

معاونین خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(میدنجر)

## فکات

## تجاہل عارفانہ و عابدانہ

(ملا گئیں چکر بقلم و دوات خود)

پیسکر ہیں۔ اور ہندوستان میں نظام باطل سے قوت و اقتدار کی بھیک مانگ کر اللہ کی حکومت قائم کرنے اٹھے ہیں۔

ایسی حالت میں کس کا دل گمراہ ہے۔ جو ان میں سے کسی کو ٹوٹے کسی پر تنقید کرے۔ اور کسی کو اصلاح حال کی طرف توجہ دلائے۔ پس آپ کا مذہب اور آپ کی سیاست صاف ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی۔ اور آپ بخریت تمام ہمارے تنقید و نکتہ چینی سے محفوظ ہو گئے۔ اور یہی سچی بات ہے۔ ہم برسوں سے مسلمانوں کی دل آزاری کر کر کر چکے ہیں۔ ہم مارے اور مسلمان جیسے مسلمان آچھے بھلے موحد، عاشق رسول، دیندار، متقی مجاہد اور جنت کے مالک ہیں۔ اس کے ثبوت میں ہم ان کے انجاءوں، ایسٹروں اور کانفرنسوں والے اخلاق دیوبندیت و بیروت زدہ مولویوں بلکہ مولاناؤں تک کے وعظ و فتوے، درس اور مضامین، پیروں کے اشغال و اعمال، مریدوں کی نیا نہ مندی و اطاعت کیش خالقا ہوں کی مدد، عرسوں کے فیوض و برکات، مسجدوں کی بے مدد لقی و دیرانی، شراب خانوں و قحبہ خانوں کی چہل پہل، عدالتوں کے مکرو فریب، سینماؤں کے بے پناہ جھوم الغرض بہت سے مشہور و مشہور و محسوس و مرغوب اور روشن و چمکدار ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔

ہم اپنا تعارف تو کرنا چکے ہیں۔ اور شان نزول بھی بتلا چکے ہیں۔ تو گویا اب ہم آپ کے نزدیک جانے پہچانے اور سبجے اور سمجھائے ہوئے ہیں۔ اہا بعد اب جو ہم کچھ کہنے بیٹھے تو حیران ہیں کہ کیا لکھیں اور کیوں لکھیں؟ اگر ہم آپ کی مذہبی حالت کو تختہ مشق بنائیں اور آپ کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا آئینہ آپ کے سامنے لائیں تو آپ طیش میں آکر اُسے زمین پر دے ماریں گے اور عالم تصور میں ہمارا منہ فوج لیں گے۔ اور اگر ہم آپ کی سیاسی حالت کو زیر بحث لا کر اس پر ماتم کریں تو پھر بھی آپ چین چین ہوں گے۔ اس لئے کہ آپ میں سے کچھ مجاہد تو شریعتی کانگریس کے قریب حسن میں مبتلا ہیں۔ کچھ حضرات "بی مسلم لیگ" کے عشق میں سو دوائی ہیں۔ کچھ آزاد ہیں یعنی اسلام

قوم و وطن، اخلاق اور مذہب داری سے آزاد اور صرف اپنے مطلب کے پرستار۔ ان میں سے بھی کوئی وزارت کا مشیہائی، کوئی عہدہ کا متمنی، کوئی عزت و وقار کا طلبکار، کوئی قومیت کا علمبردار اور کوئی وطن کا پرستار۔ اور اللہ کے یہ سب بندے اپنی اپنی جگہ اسلام کے ہمدرد، قوم کے عاشق، اور خادمانِ خلق ہیں۔ سب کے سب مخلص ہیں۔ دیندار ہیں، یا اخلاق ہیں، قائدانہ صلاحیتوں کے واحد مالک ہیں۔ ایشاد و قربانی کا

اس کا خلاصہ یہ نکل آیا کہ عہد حاضر کے مسلمان ایسے پکے اور سکتہ بند مسلمان ہیں کہ ان کی مسلمانی کو کفر، شرک، بدعت، معصیت، بغاوت اور غفلت سے کوئی خطرہ نہیں، کلمہ پڑھنے کے بعد ان کو ہر قسم کی آنا دہی ہے۔ جو بھی چاہے کریں، بہر حال بخشے بخشنائے اور جنتی ہیں۔ رہا ایمان و عمل صالح کا مطالبہ سو پہ پڑانے زمانہ کے اسلام کی بات ہے اور صحابہ کے زمانہ کا قصہ ہے، اس زمانہ کے مسلمانوں کو ایمان و عمل صالح کی ضرورت نہیں، وہ چاہے سر سے لے کر پیر تک شرک و بدعت میں دھنسن جائیں، پتھر کے بتوں کو چھوڑ کر زندہ و مردہ پیروں، تعزیوں اور حکومت تک کو پوج ڈالیں، بہر حال سچے اور پکے مسلمان ہیں رہے ہم جو مسلمانوں سے نہایت دردمندی اور منت و لجاجت کے ساتھ کہتے ہیں، کہ اللہ کے بند و دین اور دینی مقاصد و کلیات کو سمجھو، ایمان کے تقاضات پورے کرو، اپنے اندر اسلامی اوصاف و خصائص پیدا کرو۔ اور دنیا پر مومن و مجاہدین کو چھاجاؤ، دنیا کی مادہ پرست قوموں کو بندہ و قوتوں، تنواہ وں توپوں، ٹینکوں اور ہوائی جہازوں اور میوں سے نہیں بلکہ اخلاق سے فتح کرو۔ سو ہم جہک مارتے ہیں، جہاں لیڈروں کی چل رہی ہو، وہاں بچارے ملائیں جیسے کی کون سنتا ہے۔

بس ہم مارے اور مسلمان جلتے، اللہ سلامت رکھے مولویوں اور پیریوں کو جو مسلمانوں کو اور ان کے دین و ایمان کو سنبھالے بیٹھے ہیں۔ اور ان کو دنیا کی ہوا نہیں لگنے دیتے۔  
ہیں ہنسی آتی ہے مسلمانوں کے ان مفکروں اور

ممبروں کی باتوں پر جو کہتے ہیں کہ مسلمان ایک ہونا کہ دہرا انقلاب سے گزر رہے ہیں، اگر اس وقت مسلمانوں نے اپنی انفرادیت اور قومی حیثیت کو اسلامی حیثیت سے برقرار نہ رکھا، تو وہ سیل انقلاب میں خن و خاشاک کی طرح بہ جائیں گے۔ ہمیں تو کہیں بھی سیل انقلاب نظر نہیں آتا، پھر انقلاب سے ڈرنا اور ڈرانا کیا؟ ہم بچے تو ہیں نہیں کہ بچا سے ڈر جائیں، جو خدا سے نہیں ڈرتے وہ انقلاب سے کیوں ڈریں، انقلاب خدا سے بڑا نہیں، یہی وجہ ہے کہ:-

”مسجد میں مرغیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے“  
مصلحین قوم اور مدبران ملت کان کھول کر سن لیں۔ کہ تجاہل، جہالت، الجے و قوی، صحافت و مآبی، مذہب سے لاپرواہی، سیاست سے بے خبری، بیوشی، سادہ لوحی اور قدامت پرستی ہماری اولین فطرت ہے۔ اور ہماری قومیت کا بہترین تمغائے امتیاز ہے، ہم اس کو کیسے کھو دیں، ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ بارگاہِ خلد و نبی سے ہمیں جو خلعت و اعزاز عطا ہوا تھا وہ ”ظلم اور جہول“ تھا، اگر ہماری یہ ضروری صفت ہم سے کسی وقت بھی ختم ہو جائے تو ہم درجہ انسانی سے گر جائیں اور کو ہنسنا لے و قوت مسلمان ہے جو اس خوار سے قبول کرے۔

اما بعد کہتا ہے یہ حقیر فقیر یہ فقیر کہ وہ مولوی لوگ جو ہمیں درس دیا کرتے ہیں کہ ظلم کی جگہ عدل اور جہل کی جگہ علم حاصل کرلو، ہمیں درجہ انسانیت سے گرانا چاہتے ہیں، ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے ہمیں خوب اچھی طرح معلوم ہے، اور سلسلہ روایات کی تفسیر اور اصول و روایت کی تنقید سے متحقق ہو رہے کہ حضرت

تھا کہ قوم کا پیسہ قوم والیوں ہی کے پاس رہا کرے۔ شراب خانوں کو نہایت و ترقی دیں، فیشن پرستی و آوارگی کو اپنا مقصد حیات سمجھیں، آخرت کے خوف کو اپنے نزدیک نہ پھینکے دیں، دولت و عزت کو سب کچھ سمجھیں۔ اور معبود شکم کے سامنے سرنگوں ہو جائیں

کیوں صاحب ٹھیک ہے نا ہم ہمارے اور مسلمان جلتے۔ اللہ بس باقی ہوس۔ پھر طیس گے اگر آپ نے چاہا۔ لیجئے آداب عرض۔

(نذیر الحق)

## نہیں ارشادات

- ۱۔ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔
- ۲۔ کبھی ہوئی بات اختیار سے باہر ہو جاتی ہے۔ نہ کبھی ہوئی بات پر انسان اختیار رکھتا ہے۔
- ۳۔ برے ہم نشینوں سے تنہائی بہتر ہے
- ۴۔ نہ یادہ نہ ہنسو کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔
- ۵۔ خدا کے نزدیک وہ زیادہ شریف ہے جو پرہیزگار زیادہ ہے۔
- ۶۔ وہ عمل بہتر ہے جو اگر چہ ٹھوڑا ہو۔ لیکن ہمیشہ رہنے والا ہو
- ۷۔ مسلمان ایک دوسرے کے لئے آئینہ ہے۔
- ۸۔ اوسط کام سب کاموں سے بہتر ہے
- ۹۔ منافق کی خدا کے سامنے عزت نہیں۔
- ۱۰۔ نیک آدمی وہ ہے جس نے اچھا کام کیا۔ اور فائدہ پہنچایا

آدم نے شیطان کے چکے میں آکر شجر ممنوع کا پھل کھایا تھا۔ اور اس کے صلہ میں ان کو خلافت کے لئے یہ پوری زمین بلا شرکت تیرے ملی تھی سو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم علم سینہ بسینہ کی بدولت یہ زمین اپنے قبضہ میں نکال کر کفار کے قبضہ میں دے دیں۔ فلہذا ظلم اور جہل بہت اچھی چیز ہے اور ہم علم و عقل کو بہت بُری چیز سمجھتے ہیں۔ ہم اپنی ان آنکھوں سے بلا دور بین کی مدد کے دیکھ رہے ہیں کہ روئے دارالعلم و عقل ہی کی وجہ سے جیل، کوئے، گدہ، اور بھیڑیے بن گئے ہیں۔

پس اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کو مسلمان بن جانے، اسلامی مساک و نظریہ اختیار کرنے کی دعوت دینا اس وقت بالکل بیکار شے ہے۔ اس کی جگہ ان کو اس وقت لیڈری کی ضرورت ہے۔ اور ان کا کلکٹر، کمشنر تحصیلدار، تھانے دار اور چیر اسی بن جانا بہتر ہے۔ یہی ترقی کا راستہ ہے۔ پانگل میں وہ جو کہتے ہیں کہ تو میں ذہنیت و اخلاق کے بننے سے فٹیں اور ذہنیت و اخلاق کے بگڑ جانے سے ذلیل و خوار ہوتی ہیں ہم ترقی کے لئے سوائے ملازمت اور عہدے کے اور کسی چیز کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بد اخلاق اور عیاش قومیں ہواؤں میں اڑ رہی ہیں اور دنیا پر حکمرانی کر رہی ہیں۔ اس لئے بد اخلاق اور عیاشی بہت اچھی چیز ہے۔ اور ہم اپنے فوجوانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ عرسوں میں نہ بیٹوں کے مجرے اور ڈانسن خوب کر لیا کریں۔ اور ان کے کلوں میں نوٹوں کے بار ڈال کر پاکستان زندہ باد کے نعرے لگایا کریں۔ سینہ دیکھتے تو فرض سمجھیں، اپنی ہوس رانی کی آگ بجھاتے وقت اپنی قوم کی میواؤں کا خیال رکھا کریں

## تذکرۃ الصالحات

## اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۲)  
اند ڈاکٹر خواجہ محمد ایوب صاحب بھروی

کسی قسم کی بے عزتی ہو اگر میں نے ایسا پسند کیا ہو تو خدا میری بھی ایسی ہی بے عزتی کرے نیز فرماتی ہیں "خدا کی قسم میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ وہ قتل ہوں۔ اگر کیا ہو تو میں بھی قتل کی جاؤں"

سیدنا عثمان کی شہادت کے بعد ملک میں عام غم و غصہ کا تھلا طم برپا تھا ان کے بعد میدانِ اعلیٰ مرتفعیٰ نے بار خلا سنبھالا حضرت عثمانؓ ابھی محاصرہ میں ہی تھے کہ حضرت عائشہؓ رجم کو چلی گئی تھیں جب واپس ہوئیں تو یہ تمام دردناک اور تباہ کن واقعات معلوم ہوئے۔ شن کر کھلا اٹھیں اور یاس انگڑے میں فرمایا:

و لوان توحی طاعتی سراقہم

لا نقذ قہم من الجبال ادا الجبل

اگر میری قوم کے سردار میری بات ماننے۔ تو میں ان کو اس خطرہ سے باہر لے آتی۔

پھر وہ کہ مغرہ جلی گئیں اور اصلاح حال کی طرف

توجہ مبذول فرمائی حج کا موسم تھا حرمین کے چھ مسد

آدمیوں نے لپیٹ لیا اور یہ مختصر سا لشکرِ لبرہ کی جانب

رواں ہوا لوگ لشکر کے ساتھ ساتھ چلتے جاتے تھے اور

اسلام کی بے کسی اور دردناک مصیبت پر گریہ و کناں

تھے کہ آہ آج اسلام کو یہ بھی دن دیکھنے نصیب ہوئے

حضرت عائشہ صدیقہ کو ہی یہ فخر حاصل ہوا کہ سترہ دو عالم نے آپ کے سینہ مبارک سے ٹیک لگانے کی حالت میں جان جان آفرین کے سپرد کی اور انہیں کا حجرہ پیغمبر آخر الزمان کی آخری آرام گاہ بنا حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ نے اپنی زندگی کی چالیس کھن ترین منزلیں گزادیں۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ اتنی طویل عمر آپ کی اخلاقی بلندی کی حامل و نمونہ درہن عالم بنی ہمارے قلوب میں آپ کی قدردانی و منزلت دو گنی بڑھ جاتی ہے جبکہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ جس دن حضورؐ کا وصال ہوا اسی کی شام کو گھر میں فقر و فاقہ تھا۔ اور نام خدا کے سوا کچھ نہ تھا حضورؐ کے وصال کے دو ہی سال بعد آپ سایہ پوری سے بھی محروم ہو گئیں۔ آپ کے بعد خلافت فاطمی کی طرف آپ کو بارہ ہزار دربیہ و بیٹہ ملتا رہا۔ سیدنا عمر فاروقؓ کو پہلے رسول میں دفن ہونے کی اجازت دینے والی ذاتِ گرامی بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی کی تھیں۔

آپ کی آیام بیوگی کا اہم ترین واقعہ شہادت عثمانؓ ہے۔ بعض دشمنوں نے یہ مشہور کر دیا تھا۔ کہ ان کی شہادت میں آپ کا بھی ہاتھ ہے۔ مگر آپ فرماتی ہیں "خدا کی قسم میں نے کبھی پسند نہ کیا کہ آپ کی

کہ خود مادر اسلام مسلمانوں کے مقابلے میں سر لشکر بن کر وادی منج و تکالیف میں یا برکاب ہیں۔ لوگ جو ق در جو ق شامل لشکر ہو رہے تھے حتیٰ کہ اختتام منزل پر تین ہزار سپاہیوں کی جمعیت ہو گئی۔ اور انہوں نے بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ نامہ دپیام ششروع ہوا بالآخر جمعہ کے دن فریقین کی طرف سے عوام کے سامنے دو بدو اپنے اپنے طرز عمل کے جواز میں تقابیر ہوئیں۔ ان تقابیر میں سے حضرت عائشہ کی تقریر کا ایک فقرہ ہے: "ہاں میں بدو سوال بن گئی ہوں کہ میں کیوں فوج لے کر نکلی ہوں۔"

میرا ہرگز ہرگز مقصد گناہ کی تلاش اور قتل کی جستجو نہیں ہے بلکہ میں تو ان کو پامال کرنا چاہتی ہوں۔ میں جو کچھ کہہ رہی سچائی اور انصاف کے ساتھ تمام حجت اور تنبیہ کے لئے کہہ رہی ہوں۔ اور خدائے پاک سے میری دعا ہے کہ وہ اپنے پیغمبر پر درود نازل فرمائے۔ اور اس کا جانشین پیغمبروں کی بہتر جانشینی کے ساتھ تم پر مقرر کرے۔"

مگر ان تقریروں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور اصلاح کی کوئی شکل نہ نکل سکی۔ دونوں لشکر مقابلے میں صاف آدھ ہوئے۔ اور بہت کچھ رد و دھک کے بعد حضرت عائشہ کا بصرہ پر قبضہ ہوا۔ اس وقت حضرت علیؑ کی طرف سے عثمان بن حنیف والی بصرہ تھے۔

اس لڑائی کا اصلی مقصد اصلاح مسلمین اور قصاص قتل عثمان تھا۔ جیسا کہ خود حضرت عائشہ خاص خاص آدمیوں کے نام خطوط میں تحریر فرماتی ہیں کہ "اما بعد لوگوں کو ان کی امداد و حفاظت سے باز رکھو۔ اور اپنے اپنے گھروں میں گوشہ نشین ہو جاؤ۔ اس جماعت نے عثمان بن عفان کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا اور امت کے اتحاد کو جس طرح پرگندہ کیا۔ کتاب الہی اور سنت نبویؐ کی جیسی مخالفت

کی اسی پر بس نہیں کی بلکہ احکام دین اور کتاب الہی پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے سبب اس نے ہم کو کافر بنایا۔ اور ہماری نسبت نازیبا باتیں کہیں بصریئے امت نے ان کی مخالفت کی اور ان کے اس فعل کو بڑا گناہ سمجھا۔ اور ان کو خطاب کر کے کہا تم امام کے قتل پر قانع نہیں ہو۔ جو اپنے پیغمبر کی بیوی سے اس لئے بغاوت کرتے ہو کہ وہ تم کو حق کا فرمان دیتی ہے۔ اور چاہتے ہو کہ ان کو اور یا بران پیغمبر اور سران اسلام کو قتل کر ڈالو لیکن وہ اور عثمان بن حنیف (والی بصرہ) جاہل عوام اور عجم زادوں کی جمعیت لے کر لڑنے پر آمادہ ہوا ہم نے چھاؤنی کے کچھ سپاہیوں کی حفاظت حاصل کی چھبیس دن تک یہی حال رہا ہم ان کو حق کی طرف بلاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حق کے درمیان حائل نہ ہو جاؤ لیکن انہوں نے غلامی اور خیانت کی۔ طلحہ اور زبریر بیعت کر لینے کا بہانہ کرتے تھے آخر ایک سفیر دریافت حال کے لئے مدینہ بھیجا۔ وہ اصلی واقعہ دریافت کر کے آیا۔ انہوں نے پھر بھی حق کو نہ پہچانا۔ اور اسی پر صبر نہ کیا بلکہ ایک دفعہ تازیکی میں چھپ کر میرے قیام گاہ میں گھس آئے کہ مجھے مار ڈالیں۔ وہ دہلیز تک پہنچ چکے تھے۔ ایک آدمی آگے آگے راستہ بتا رہا تھا کہ قیس! باب اور آزد کے چند آدمی میرے دروازے پر پہرہ دیتے ان کو ملے۔ آسمانے جنگ نے گردش کی اور مسلمانوں نے ان کو قتل کر ڈالا۔ خدانے تمام اہل بصرہ کو طلحہ اور زبریر کے رائے پر متفق کر دیا۔ قصاص لے لینے کے بعد ہم معاف کر دیں گے۔ یہ واقعہ ۲۶ ربیع الآخر ۳۶ھ کو واقع ہوا۔ (منقول از سیرۃ عائشہ ص ۱۵۸)

اس واقعہ کی خبر جب حضرت علیؑ کو مدینہ منورہ میں ہوئی تو سات سو آدمیوں کا ایک لشکر ہرا لے کر

نحن بنوا الموت اذا الموت نزل + نصحی ابن عفان باطلہ الاسلام  
ہم موت کے آغوش میں پہلے ہیں جب موت آترتی ہے ہم  
عفان کے بیٹے عثمان کا اعلان مرگ نیزوں کی نوکوں سے  
کرتے ہیں۔

دودا علینا شیخنا تہ بھی ہمارے اس سردار کو واپس  
کر دو پھر کوئی بات نہیں۔

بہر کیف حضرت عائشہؓ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی  
حضرت علیؓ نے ان کو نہایت عزت سے ان کے طرفدار  
بصری رئیس کے گھر میں اتارا اور اس کے بعد محمد بن ابی بکر  
کی زیر نگرانی چالیس معزز عورتوں کے ہمراہ حجاز کی طرف  
 روانہ کر دیا۔ اس کے بعد تمام عہدہ مدفنہ رسول کی  
مجاورہ میں۔ اور اپنی خطائے اجتہادی پر سخت گریہ کن  
ہیں کہا کرتی تھیں کہ "کاش آج سے میں برس پہلے  
میں نیست و نابود ہو چکی ہوتی۔"

بخاری شریف میں ان کی وصیت ہے کہ "مرنے کے  
بعد مجھے مدفنہ نبوی میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا  
بقیع میں اور نہ وراج کے ساتھ کرنا۔ کیونکہ میں نے آپ  
کے بعد ایک جرم کیا ہے۔"

یہ لڑائی تاریخ اسلام میں جنگ جمل کے نام سے  
موسوم ہے۔ گو حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان  
خوہشیاں اتفاقی جنگ ہو گئی تھی۔ مگر دونوں کے دل کدورت  
سے بالکل صاف تھے اور اس صفائی کے بہت کچھ تاریخی  
شواہد موجود ہیں جن کو طوالت مضمون کے خوف سے  
نظر انداز کیا جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کی خلافت صرف چار سال رہی۔ ان کے  
بعد امیر معاویہؓ تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئے۔ اور میں  
برس تک بار خلافت اٹھائے رہے۔ ان کی اٹھارہ سالہ

نکلے کو فہم ان کے ہمراہ سات ہزار آدمی ہوئے۔ اور  
بصرے پہنچے تک بیس ہزار آدمیوں کی جمعیت ہو گئی۔ اور  
حضرت عائشہؓ کے لشکر میں تیس ہزار بہادر سپاہی تھے  
بھائی بھائی کے مقابلے پر صرف آرا تھے۔ محبت و اخوت  
پر حق طلبی کا جوش مادی تھا۔ تلواریں نیام سے نکلنے کے  
لئے مہیا تھیں۔ مگر دل خون کے آنسو سے دھوئے تھے۔  
بہی صلیح کی کوششیں جاری تھیں۔ اور ہر دو فریق صلح  
پر آمادہ ہو گئے۔ عوام مطمئن ہو گئے۔ مگر قاتلین عثمان اس  
میں اپنی خیریت نہ سمجھے اور اس فرقہ سانیہ نے جو حضرت  
علیؓ نے زیر سر کر دی تھی اٹھے اور شیخوں مارا۔ اس  
پھر کیا تھا۔ آتش جنگ کے خطرناک شعلے بلند ہو گئے۔ حضرت  
علیؓ اور حضرت عائشہؓ سپاہیوں کو روک رہے تھے۔ مگر  
یہ طوفان روکے سے نہ رکنے والا تھا۔ حضرت عائشہؓ کی  
فوج منتشر تھی۔ معرکہ گھمان کا ہو رہا تھا۔ دشمن حضرت  
عائشہؓ کے آہنی ہودج پر تیروں کا مینہ برسا رہے تھے  
مخافین کا بہادرانہ نعرہ تھا۔

یا امنا یا خیرا تم نکلے اہل توین کہ شجاع یکم  
اے ہماری ماں! اے ہماری بہن! جس کو ہم جانتے  
ہیں۔ آپ نہیں دیکھیں کہ کتنے بہادر مذہبی کئے گئے۔  
ہم تختلے ہمارے والے المعصمہ اور ان کے مراد ہاتھ  
کاٹ ڈالے گئے۔

یا امنا یا عیش بن تراعی کل جنیک بطل شجاع  
اے ہماری ماں! اے عائشہؓ گھبرائیے نہیں۔ آپ کے سب  
بیٹے دلیر اور بہادر ہیں۔

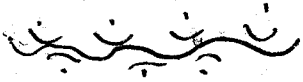
نحن بنو ضبۃ اصحاب الحمل + الموت اعلیٰ عندنا من العسل  
ہم ضبہ کے قریب تھے اور اس اونٹ کے پاسبان ہیں۔ موت  
ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں ہے۔

کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔ اسی طرح امام زہری لکھتے ہیں کہ "عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے: "عروہ بن زبیر کا قول ہے کہ میں نے حلال و حرام و علم و شاعری اور طب میں اُمّ المؤمنین عائشہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔"

آپ سے اجتہادی مسائل اس قدر وابستہ ہیں کہ اگر ان کا ذکر چھیڑ دیا جائے تو ایک مستقل باب باندھنے کی ضرورت پڑے گی۔ اس کو قصداً ترک کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ کی کل ردائیں دو ہزار دو سو دس ہیں جن میں سے صحیحین میں دو سو پچاسی حدیثیں ان کی روایت سے داخل ہیں۔ ان میں سے ایک سو چوبتر حدیثیں دونوں میں مشترک ہیں۔ چون حدیثیں صرف بخاری شریف میں ہیں۔ اور اٹھادھن صرف مسلم میں ہیں اس لحاظ سے کل بخاری میں دو سو اٹھائیس اور مسلم میں دو سو تیس حدیثیں اور بقیہ دیگر کتب احادیث میں ہوتیں۔

اُمّ المؤمنین کے اُن تمام احسانات کو جو آپ نے صرف عورتوں کے مسائل کو حل کر کے طبقہ نسواں پر کئے ہیں اگر گنواؤں تو آپ کے فضائل و مناقب کا دفتر بے پایاں ہو جائے۔ ایسی بزرگ و محسنہ شخصیت پر خدا کی لاکھ لاکھ رحمتیں و برکتیں ہوں۔ آمین۔



رسالہ شمس الاسلام کی اشاعت بڑھا کر اپنا فرض ادا کریں۔

(منہج)

خلافت تک حضرت عائشہ صدیقہ زندہ رہیں۔ مگر کوئی اہم واقعہ پیش نہیں آیا۔ ۱۰۰ھ میں رمضان کو آپ نے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ عائشہ کو عام عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثنید کے کھانوں کو عام کھانوں پر۔

حضرت عائشہ ہی وہ خوش نصیب حرم رسول ہیں جن کے بستر پر جبریل امین نازل ہوئے اور جن کو دوبارہ آپ نے بشری آنکھوں سے دیکھا۔ اور آپ کی عصمت و عفت کے متعلق گواہی دی۔ وہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس کی بدولت یمیم کا حکم عام ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ میں فخر سے نہیں بلکہ امر واقع کے طور پر کہتی ہوں کہ خدا نے مجھے نو باتیں عطا فرمائی ہیں وہ یہ کہ خواب میں فرشتے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری صورت پیش کی سات برس کی عمر میں میرا حضور سے نکاح ہوا اور نو برس کی عمر میں میں نے خانہ رسول آباد کیا۔ میرے سوا حضور کی کوئی کنواری بیوی نہ تھی میرے بستر کے سوا کسی حرم رسول کے بستر پر وحی نازل نہیں ہوئی۔ میں ہی حضور کی سب سے چہیتی بیوی تھی۔ میری شان تقدس میں آیات قرآن نازل ہوئیں میں نے جبریل امین کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضور نے میرے ہی آغوش میں وصال فرمایا۔

آپ کے اوصاف حمیدہ فضل و کمال اور علمی قابلیتوں کو سمجھنے کے لئے حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت کو ذہن نشین کر لینا کافی ہے کہ ہم صحابیوں کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی کہ جس کو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو۔ اور ان کے پاس اس کے متعلق



# کیونسٹوں کا فتنہ

(۲)

(۱۔ از جناب شورش کا شمشیر)

کھایا تھا۔ جو گاندھی جی کی رہائی کے بعد ایک قدرتی امر تھا۔ ویسے تو گاندھی جی ہی نے کیونسٹ پارٹی سے محابہ کیا، جیسا کہ مسٹر جوشی اور گاندھی جی کی خط و کتابت سے ظاہر ہے۔ لیکن لیڈروں کی رہائی اور ملکی فضا کے رخ بدلتے ہی کیونسٹوں پر کانگریس کے ہرمجاز سے اعتراض ہونے لگے۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو سے لے کر ایک معمولی رضا کار تک کی زبان سے کیونسٹوں کو کانگریس سے نکال دو یا نکل جانا چاہیے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اور نتیجہ کیونسٹوں کو ملک کی اس عظیم الشان قومی تحریک سے بطور ایک قومی مجرم کے الگ ہونا پڑا۔

پنڈت جواہر لال نہرو، سردار پٹیل اور ان کے ہم نوا اس تحریک مقاطعہ کے علمبردار نے آج "مسلمان کیونسٹوں" کی زبان سے مسلم لیگ کی اسٹیج پر ان دونوں ہی کے خلاف کھلتی اور لپٹنے مقاصد کی تبلیغ کرتی ہیں، وہ مقاصد کیا ہیں انہیں سمجھنے سے پہلے یہ جانتا ضروری ہے کہ کیونسٹ اس وقت قومی اسٹیج سے نکالے جا چکے ہیں اور ان کا اپنا اسٹیج بے قدر قیمت (valueless) ہو گیا ہے۔ صرف مسلم لیگ کا ایک اسٹیج ہی ان کے مقاصد کے بوقلموں معرکوں کی جولانگاہ بن سکتا تھا، سو اس پر اپنے عقائد کی پوری پوری نمائش کے ساتھ نظر آ رہے ہیں۔

خوفناک سازش

روزنامہ "نوائے وقت" اپنے ایک مہنوا مسلم لیگ روزنامے

کیونسٹوں کا مسلم لیگ میں داخلہ | جناح خضر مذکرات کے منقطع ہوتے ہی

مسلم لیگ صوبہ پنجاب میں کیونسٹ قدم دھرنے لگے۔ اور اپنی جماعت کارکن رہ کر مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ چنانچہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب سے بھی ایک مشترکہ معاہدے کی رو سے ناٹ جوڑا اور مختلف شہری مجالس میں داخل ہونا چاہا۔ لیکن مسٹر محمد علی جناح نے انقطاع گفتگو کے فوراً بعد طلبائے اسلامیہ کالج لاہور کے ایک عظیم جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کیونسٹوں کو ڈانٹ پلائی اور کہا خبردار مسلم لیگ میں تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس ڈپٹ کے فوراً بعد مسٹر جناح سری نگر چلے گئے، ڈاکٹر محمد اشرف جو کیونسٹ پارٹی کمان سے تعلق رکھتے ہیں، کشمیر پہنچے۔ وہاں قائد اعظم سے ملاقات کی۔ اور کیونسٹ پارٹی کی طرف سے لیگ کی تنظیم کے لئے پیشکش کی لیکن مسٹر جناح رضامند نہ ہوئے۔ اس پر ڈاکٹر اشرف نے ایک بیان میں اظہارِ فحسوس بھی کیا۔

شروع میں کیونسٹوں نے اپنی جماعتی رکیت کو بحال رکھتے ہوئے داخلہ کی خواہش کیوں ظاہر کی اور بعد میں عجا سے ظاہر استغفی دے کر کیوں شریک ہو گئے؟۔ اس میں کوئی بڑا فرق نہیں صرف معمولی سا فرق ہے۔ ایک تو اس وقت کیونسٹ پارٹی اپنے مسلم ارکان کو بالکل علیحدہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ دوسرے ملکی سیاست نے ابھی وہ پلٹا نہیں

ضائع ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اپنی ملت کے پورے ڈھانچے کو سمجھتا ہوا متابع ایمانی کے لئے "آن آپھے کارکنوں کے کام" میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا۔

جب ہم ان کی "محدثہ" ساعی کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور اقبال کے ہم آہنگ ہو کر "بے دین دانش فروشوں سے احتراز کی تلقین کرتے ہیں تو اس کی معافی پشانی شکن آلود ہو جاتی ہے، خیر۔

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ مجھ کو غصے پہ پیار آتا ہے  
لینن نے اشتہائی کارکنوں کی ہدایت کے لئے ایک کتاب  
*Hand to begin* (آغاز کیسے ہو) لکھی ہے۔ اس  
کتاب میں مختلف امور کے پہلوؤں کی تصریحات موجود ہیں۔  
"اپنے دشمنوں کے خلاف منظم جدوجہد کیسے کر دے گے۔"  
اس ضمن میں لینن لکھا ہے "ایسی سب جماعتیں جو ہمارے  
بیر و گرام کے خلاف ہیں ہماری جانی دشمن ہوتی ہیں۔ ہم  
لوگوں کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہم ایسی تمام جماعتوں  
کو جو سرمایہ داری کے متحد اڈے ہوں یا جن جماعتوں کے  
ذریعہ سرمایہ داروں کے مفاد کی حفاظت ہو یا حکومت جس  
جماعت کو تقویت دیتی ہو ضرور توڑ دیں۔۔۔۔۔۔ لیکن  
توڑیں کس طرح۔۔۔۔۔۔ ہم ان جماعتوں پر اس وقت  
فتح پا سکتے ہیں جب ان جماعتوں کے پیش پیش رہنے  
والے لیڈر یا بڑے سرمایہ دار لیڈروں کو آپس میں  
جدا کر نے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔

ہم ان سب جماعتوں کے خلاف چند کامریڈز منظم  
مشہدہ گروہوں میں جدوجہد کرنے کے لئے بھیجیں۔۔۔۔۔  
اس جدوجہد میں خاص کر یہ خیال رکھا جائے کہ چونکہ  
سوسائٹیاں ہیں ان کے خلاف سب سے پہلے منظم  
پیرا پائڈ اکرو۔

"ایسٹرن ٹائمز" کی مسلمان کمیونسٹوں سے کسی نشست کے  
سوال پر ہر فرد خشکی کو زیر بحث لاتے ہوئے اپنی اشاعت  
مؤرخہ، سہرہ، سہرہ، سہرہ میں مدغم نظر رہے :-

"ہمیں معلوم ہے کہ مسلم لیگ میں جو کمیونسٹ  
آئے ہیں انہوں نے اپنی کمیونزم چھوڑ نہیں دی  
جو شخص ایسا کہتا ہے وہ دھوکا دیتا ہے ہمیں  
یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ اس لئے لیگ میں  
نہیں آئے کہ ان کا اپنا انفرادی نظریہ یہ ہے  
کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے اس لئے اس کا  
ساتھ دینا چاہیئے بلکہ یہ فیصلہ ان کی مرکزی جماعت  
کا ہے کہ اس وقت بہتر یہی ہے کہ مسلمان کمیونسٹ  
مسلم لیگ میں جا کر کام کریں ہمیں اس کا بھی علم  
ہے کہ جب کمیونسٹ پارٹی کا فیصلہ فیصلہ ہو گا  
کہ یہ لوگ لیگ سے نکلیں تو اس کی تعمیل بھی  
اسی طرح کی جائے گی جس طرح لیگ میں داخلہ  
کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ مگر یہ سب کچھ جاننے کے  
باوجود ہم مسلم لیگ میں کمیونسٹوں کے داخلے کے  
مخالف نہیں، وہ بڑے آپھے کارکن ہیں۔۔۔۔۔!  
فغان کہ مجھ غریب کو حیات کا یہ حکم ہے  
سمجھو ہر ایک راز کو مگر غریب کھائے جا

کمیونسٹوں کی وفاداری اب بھی وہی رہی ہے۔ اور جو لوگ  
کمیونسٹ پارٹی کے طریقہ کار کو جانتے ہیں وہ ہرگز یہ ماننے کو  
تیار نہیں کہ کمیونسٹوں کی وفاداری کا مرجع صرف مسلم لیگ ہے  
کسی کمیونسٹ کو اسمبلی میں بھیجنا لیگ کی ایک نشست کو ضائع  
کرنا ہے۔"

یہ سطور محتاج تبصرہ نہیں ہر لفظ میں ایک شہرہ مضمر ہے  
افسوس تو اسے وقت کا اقبال مدیر۔ اسمبلی کی نشست کو

## تشریحات

لینن کی ہدایت بالا کے معیار پر اس وقت تک جو نتائج پیدا ہوئے ہیں، انہیں نگاہ میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(۱) کمیونسٹوں کا یقین ہے کہ مسلم لیگ سرمایہ داروں کا متحدہ اڈہ ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر اشرف اور مسلم لیگ کے کارکن عبداللہ ملک کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے۔ حکومت اس جماعت کو تقویت دیتی ہے۔ اس کا قوتور تا فرض ہے۔

(۲) چند تربیت یافتہ کامریڈ میاں افتخار الدین، دانیال لطیفی، عطاء اللہ جہانیاں اور عبداللہ ملک وغیرہ اس مقصد کے لئے شدید یک ہو چکے ہیں اور صوبہ و قریبوں کا قبضہ ہے۔

(۳) یونینٹ پارٹی اور مسلم لیگ کے سرمایہ داروں کی باہمی جھگڑا کو وسیع کرنے میں ان کا قوی ہاتھ ہے۔

(۴) پنجاب مسلم لیگ میں اس تفریقی مشن کا نتیجہ وہ تہین دھڑے ہیں، جن میں تصادم پیدا ہونا اپنے موقع پر نہایت ضروری ہے۔

(۵) احرار ہی ایک مذہبی جماعت ہے، جس کے خلاف اس طبقہ کی طرف سے منظم پروپاگنڈا ہو رہا ہے اور ان کے بنیادی عقیدے کی رو سے اس میں جھوٹ سچ کی تمیز قطعاً نہیں ہے۔

پروفیسر ویلفیڈ سمٹھ آف ایف سی کالج لاہور نے نے جو انجن اجاب سوئیٹ یونین کے صدر ہیں ایک ضخیم کتاب Modern Islam in India ذریعہ صخر کا اسلام لکھی ہے۔ اس میں مجلس احرار کے محاسن و معائب بیان کرتے ہوئے جہاں اس جماعت کو دنیا کی پہلی مسلم اکثریت کی تحریک ظاہر کیا ہے

وہاں اسے کمیونزم کا عظیم الشان دشمن لکھا ہے۔ اس طرز کی اسلامی تحریک کو مثلاً ناچوالس اسلامی ذہن کی داعی اور ایک عالمگیر اسلامی معاشرہ کی متنبی ہو اور اپنے عقیدے کی بنیاد مذہب پر رکھ کر قربانی و ایثار کی ایک شاندار تاریخ بنا چکی ہو کمیونسٹ سہارہ نہیں سکتے چنانچہ وہ مسلمانوں کی سیاست کے کھوکھلے عناصر کی وقتی ہماہمی میں شریک ہو کر سب سے زیادہ مجلس احرار ہی کو نشانہ ملامت بنا رہے ہیں۔

مسلم لیگ میں شرکت سے پہلے کمیونسٹ پارٹی کا ہونا قرار دینے پر مصر تھے۔ اور اس طرح حکومت سے اس کے خاتمہ کے متدعی جیسا کہ ۳۳-۳۴ء کے "قومی جنگ" اور پبلز دار کی تحریروں سے ظاہر ہے لیکن اب مسلم لیگ کی ایسیج پر پروپاگنڈے کے نئے موضوع ایجاد کئے جا رہے ہیں۔ اور طے شدہ پالیسی کے مطابق منظم پروپاگنڈا کیا جا رہا ہے، صرف اس لئے کہ مجلس احرار لاڈینی کے ہر گوشے سے متفرق ہے۔ اور بقول سمٹھ کمیونزم کی عظیم دشمن، یعنی اس کے احرار کے پیغام کا خلاصہ ہے کہ

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان

اللہ کرے تجھ کو عطا جسدت کر دار

اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۴، ۱۰۸ پر ذیل کی عبارت تخریبی دستے کے عنوان سے مندرج ہے:-

"جن پارٹیوں کو توڑنا ہوا ان میں اپنے سمجھدار

تربیت یافتہ چند ایک کامریڈ بھیج دینے چاہئیں

جو ان سرمایہ دار پارٹیوں کے ممبر بن جائیں اس

کے فوڈا بعد پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی

کوشش کریں۔ ہر ایک کامریڈ اپنے کو سرگرم

ممبر ثابت کرے آہستہ آہستہ اس طرح جانفتائی

اگر ایسا نہیں تو مسلم لیگ اسلامی مقدمات کو ضعف پہنچا کر کیوں کیوں ان عناصر کو جمع کر رہا ہے جو اسلام کے نزدیک ہر لحاظ سے سزاوارت عزیزیں یا درجہ نہیں قرآن مجید کی دوسرے مسلمانوں کی امامت تو کجا مسلمانوں کی صفوں میں شمار کرنا بھی معیوب ہے۔

مسلمان شاید نہ سمجھیں اور غالباً مسلم لیگ نے بھی اس نا فہمی کی بنا پر اشتعالی عقائد کو اسلام کا جزو و سببہ کر کے کیوں کر کنیت لیگ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ کمیونسٹوں کے چہرے کی اس غریبانی کے بعد صورت حال سے علانیہ غاضب ایک افسوسناک اور رنجیدہ امر ہے اور یہ بھی راستہ لادینی کی طرف جاتا ہے جس کی مزاحمت پر احرار کو مطعون کیا جا رہا ہے

## کیونسٹ محاذ کی برکتیں

کیونسٹوں نے مسلم لیگ میں اپنی شرکت سے دو طرح کے فائدے اٹھائے ہیں اس معاملے کو سہل طریق سے سمجھنے کے لئے ایک کو داخلی فائدہ اور دوسرے کو خارجی فائدہ کہہ سکتے ہیں۔

خارجی فائدہ (۱) اس اپنے طے شدہ پیمان کے مطابق اسلامی آبادیوں میں اپنے اثرات پیدا کرنا چاہتا ہے اور ان پیوست جغرافیائی حدود کے پیاس کردار مسلمان باشندوں کو مختلف جگہوں کی اشتعالی جماعتوں کے توسط سے اپنی معین پنج پر لانے کا متمنی ہے۔

(۲) کیونسٹ اس کی اس خواہش کے خد متنگدار ہیں اور مختلف ملکوں میں ان کے مخصوص حالات کو سامنے رکھ کر فقہ کالم کی حیثیت میں کام کرتے ہیں۔

(۳) ہندوستانی کیونسٹ پارٹی نے مسلم ارکان اسی مقصد

سے کام کرنے سے سب کامریڈ جو اس پارٹی کے ممبر ہیں۔ اثر و رسوخ پیدا کریں گے جب عوام کی ہر سرگرمی اور ہر انقلابی جدوجہد میں سب سے پیش پیش رہ کر اس پارٹی میں کام کرتے رہیں گے تو وہ کامریڈ ضرور ہر ضرورت ہو جائیں گے اس وقت ان کمیونسٹوں کو چاہیے جو ان پارٹیوں میں کام کر رہے ہیں اپنے رفیقوں کے ساتھ جو ان کے ہمراہ اس پارٹی کو توڑنے کے لئے کئے گئے ہیں اکثریت کو اپنے ساتھ ملا لینے کے بعد کوئی معمولی سی تجویز پیش کر کے اپنی ہم خیال اکثریت کا اندازہ لگائیں جب یہ سمجھ لو کہ تمہارے ساتھ اکثریت کی ہمدردیاں ہیں تو پھر اس وقت تم اپنے گروپ کو یہ حکم دو کہ تمام اس جماعت کے عہدیدار اور معتبر ممبر بدل کر ان پر اکثریت سے اپنا قبضہ کر لو جس کے نتیجے کے طور پر وہ پہلی جماعت ٹوٹ جائے گی اور تمہاری جماعت اس تلام خیز گروہ کے ذریعہ قائم ہوگی۔

یہ ہے مسلم لیگ میں کیونسٹوں کے داخلے کی اصل غرض و غایت جو اقابیات کا ماہر یعنی "نوائے وقت" کا مدیر "سمجھنے" کے بارے میں دیکھ کر کہیں بل جانے پر خوش ہے اور صوبہ لیگ کو چند اشخاص کے اقتدار کی خاطر ہر برائی کے استقبال پر آمادہ ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہم اصول پاکستان سے برہم نہیں اور نہ انہیں مسلمانوں کے قومی استحکام سے چڑھے وہ تو صرف دین و سیاست کی علیحدگی کے ذہن کو اسلام کے لئے خطرناک سمجھتے ہیں اور مسلم لیگ اسی ذہن کی نمایندہ بن کر مسلمان امر کے لئے ایک ملک طلب کر رہی ہے۔

کو لے کر مسلم لیگ میں شریک ہوئے، جس سے انہیں صورت حال پر کھنکھ اور ذرا ہم کرنے میں مسلمانوں کے عوامی ذہن کی تائید مل رہی ہے۔

(۴) مسلمان ہندوستان نے انتخابی معرکہ کی سرکوبی ہی کو پاکستان کی جیت سمجھ لیا ہے اور اپنی تمام تر توجہات اس پر لگا دی ہیں، حالانکہ بہت سے آزاد پاکستان خطے میں ہیں اور ان کی قومی زندگی محدود ہو چکی ہے۔

مزدور راج کے خداوند شاہین کی گریہ آنکھیں بار بار درہ دایاں کا مطالبہ کر رہی ہیں اور ایران میں روسی استعاریت اپنا کھیل کھیلنے میں مصروف ہے۔

مسلمانوں کے بین اسلامی ذہن کا نتیجہ خلافت کی تحریک تھا، سامراجی طاقتوں کی بندر باٹ پر سیخ پا ہونے والے کمیونسٹ آج روس کی اس شرمناک چیرہ دستی پر خاموش ہیں، اور ہندوستان میں مسلمان اقوام کے لغو حق خود ارادیت کی حمایت کے پس پردہ آذربائیجانوں کے "حق خود مختاری کی روسی تک و تازہ کو جائز ٹھہرایا جا رہا ہے۔

یعنی مسلمانوں کا بین اسلامی ذہن جس کا مظہر کبھی تحریک خلافت تھی، اول تو لیگ کے پاکستانی ذہن کی خود غرضی پر قربان ہو گیا، دوسرے کمیونسٹوں نے اس ذہن کے باغیر خاتمہ ہی میں اپنی بین الاقوامی حکمت عملی کی سلامتی سمجھی یہ کتنی بڑی خدمت ہے کہ آج نہ برطانوی استعمار کے خلاف، اسلامی مسئلہ پر کوئی آواز نہ موجود ہے۔ اور نہ روسی دراندہستیوں پر کوئی مؤثر احتجاج، غالباً کمیونسٹوں کے داخلہ مسلم لیگ کی یہ پہلی قیمت ہے جو مسلم لیگ نے ان کی خدا کے صلہ میں اسلامی مالک کے مسئلہ پر مجرمانہ چپ سادھ اختیار کر کے ادا کی ہے۔

(۵) کمیونسٹ پارٹی کی رائے ہے کہ اسلامی مالک کے

باشندے جس قسم کے حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ ان میں فوری اشتہائیت کے امکانات بہت وسیع ہیں۔ محمد شفیع مرحوم نے بھی گول میز کانفرنس میں ہندوستانی مسلمانوں کی معاشی حالت کے پیش نظر اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا، ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے "مسلمان آرگن اپنے "دائرہ ہائے کار" میں ان امکانات کو قہر بہ قہر لانے اور "متموقع" نتائج پیدا کرنے کی دھن میں منہمک ہیں۔

داخلی فائدہ۔ (۱) کمیونسٹوں کو اپنے مقاصد کی اشاعت کے لئے مطلوبہ اسٹیج مل گیا ہے۔

(۲) وہ اپنی خاص لائقوں پر دین سے خالی الذہن نوجوانوں کو تربیت دے رہے ہیں اور ان میں تدریجاً اشتہائی رنگ پیدا کرنے میں سامع ہیں۔

(۳) مذہبی رجحانات کے خلاف، حسب دلخواہ نئی پود میں نہر پیدا کر رہے ہیں اور ہر دینی ادارہ ان کی زد پر ہے۔

(۴) مدیر ذرائع وقت انہیں اچھے کارکن کہہ کر قبول کرنے پر آمادہ ہے لیکن اشتہائیت کے یہ تحریبی دستے مسلمان نوجوانوں میں اپنا پورا اثر پیدا کر رہے ہیں اور بالامداد معاشی سوچ کا ذہن پیدا کیا جا رہا ہے۔ جس ذہن کا مستقبل قریب و بعید میں ہندوستانی کمیونسٹ کے حق میں چلے جانا ایک طبعی امر ہے۔

(۵) کمیونسٹ لٹریچر کی بکثرت اشاعت کی جا رہی ہے۔ اور مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر انہیں اپنے مخصوص طریقوں سے سر کیا جا رہا ہے۔

(۶) لینن کہتا ہے کہ دوسری جماعت میں شریک ہونے والے کامریڈوں کو ہمیشہ اپنے خاص الفاظ اور مقررہ

مصطلحات میں جو ان کے ذہنی رجحان کی نمائندہ ہوتی ہے گفتگو کرنی چاہیے تاکہ ان کا تصور دوسروں کے اذہان میں بھی راسخ ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ زبان اپنی نوعیت کی رد سے ایک خاص خیال پیدا کرتی ہے۔ اور مخصوص مصطلحات کا بار بار استعمال مخصوص شعور کی پرورش کرتا ہے میاں افتخار الدین اور دوسرے کمیونسٹ حضرات کی تقاریر میں اس پالیسی ہی کا ثبوت ہے۔

(۷) مسلم لیگ کے مقتدر حصے کا داغ، دینی لحاظ سے بالکل تہی ہے۔ اور مذہب ایک پرائیویٹ معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے نوجوانان مکتب کا قصبہ جو غفرہ پاکستان کا ہر اول دستہ ہیں۔ ان کی حالت بقول اقبال یہ ہے

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے  
مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفیس

اس وضع کی نوجوان کھیپ کو "کیونززم کی روپی اینجنی" سے محفوظ رکھنا بید محال ہے۔ اور پھر یہ جانتے ہوئے کہ عہد حاضر کا دین سے ناواقف نوجوان انگریزی طرز تعلیم کے گہوارہ میں پل کر سماجی و معاشی مسائل کے سوچ اسی ڈگر پر چلے گا، جہاں سے کیونززم کی الف بے شروع ہوتی ہے۔

کمیونسٹوں کو اپنے ماحول میں رہنے کی اجازت دینا اسلامی روح کا مستقل خسران نہیں تو ادراکیا ہے۔ اقبال مرحوم نے اسی بنا پر فرمودہ کیا تھا کہ

وہ فریب خود دشما ہیں جو پلا ہو کر گسوی میں  
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہہ و رسم شاہبازی

## مجلس کزیہ حزب الانصار کا سولہواں سالانہ عظیم الشان اجتماع علماء کرام کی روح پرور تقاریر اور چند اہم تجاویز

اور ہر طرح کامیاب کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ محمد اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی یہ یادگار ہر لحاظ سے ترقی پذیر رہی۔ اور یہ سولہواں سالانہ اجتماع ہر جہت سے کامیاب ترین ہوا۔ پنجاب کے بکثرت علماء کرام مشائخ عظام اور قائدین ملت نے اجلاس میں شریک ہو کر اپنے علمی اور روحانی فیوض و برکات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ مشائخ طریقت علماء کرام اور متبعین اسلام میں سے مندرجہ ذیل حضرات

مورخہ ۱۵-۱۶-۱۷ مارچ بروز جمعہ ہفتہ۔ آوارہ بمقام جامع مسجد پیرہ کل ہند انصار تبلیغی کانفرنس نے عظیم الشان اجلاس منعقد ہوئے۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے کئی ہزار مندوبین و سامعین شامل ہوئے۔ ہانی حزب الانصار حضرت مولانا ظہور احمد بگوی نور الشہر قدہ کے انتقال کے بعد پہلی سالانہ کانفرنس تھی۔ اس لئے ہر ایک حزب الانصار اور علاقہ کے مسلمانوں نے کانفرنس کو بھرپور رونق بنانے

رواق آقرو ز اجلاس ہوئے۔

پیرزادہ مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی  
امرت سمری، حضرت صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب  
لہبی، قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مولانا  
مفتی عطا محمد صاحب رتوی مولانا محمد حنیف صاحب  
سیا دہ نشین کوٹ مو من۔ مولانا محمد علی صاحب  
جاسدھر حضرت مولانا خدایت بخش صاحب مدرس  
مدرسہ امینیہ دہلی۔ مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مولانا  
درویش محمد صاحب، مولانا محمد اسماعیل صاحب خوشابی  
مولانا قاضی محمد اکرم صاحب قطبی غمانی، مولانا لال حسین  
صاحب اختر، مولانا عتیق الرحمن صاحب، مولوی  
امیر الدین صاحب جلال آبادی، مولانا سید مقہر شاہ  
صاحب، مولانا محمد حسین صاحب شوق، مولانا حبیب اللہ  
صاحب امرت سمری، مولانا محمد کامل دین صاحب مولانا  
محمد عالم صاحب چھووی، مولانا نور محمد صاحب، مولانا  
محمد حنیف صاحب لائل پوری، مولانا قاضی عبدالقادر  
صاحب، قاضی محمد رضا صاحب، مولانا محمد سرور صاحب  
مولانا حکیم محمد زبیر صاحب، حکیم حافظ شہداء اللہ صاحب  
حکیم مولوی عبدالحمید صاحب سیلفی، مولوی حافظ خان محمد  
صاحب، مولوی محمد بلید اللہ صاحب، مولوی محمد رفیق  
صاحب، مولوی محمد شریف صاحب، مولوی حافظ عبدالرحمن  
صاحب، مولوی عبدالرشید صاحب، مولوی سید  
نذیر شاہ صاحب، مولوی محمد سعید صاحب میناوی  
مولوی سید محمد شاہ صاحب بھیروی، مولانا قاری  
عبدالرحیم صاحب لائل پوری، مولانا سیاح الدین  
صاحب کاکا خیل، مولانا شفیع اللہ صاحب، مولانا  
بشیر احمد صاحب ذوالنون، مولوی غلام حسین صاحب

اور دیگر کئی حضرات نے شرکت فرمائی۔

آلہ بکرا الصوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ مستورات کے  
لئے پردہ کا علیحدہ انتظام تھا۔ لشکر خانہ میں باہر سے  
تشریف لائے والے عام جہانوں اور ہزارہ ہمنشین  
کے کھانے کا ایک معادضہ انتظام کیا گیا تھا ہزارہ با  
استخاص کے قیام و طعام کا بندوبست حزب الانصار  
کی طرف سے کیا گیا تھا۔

۱۵ مارچ بروز جمعہ پر وگرم کے مطابق تمام  
اراکین حزب الانصار رضا کار اور عام مسلمان ہزاروں  
کی تعداد میں ۱۲ بجے اسٹیشن پر گئے، اور ۱۲ بجے کی  
گاڑی سے تشریف لائے والے علما و کرام کا نہایت  
شاندہ استقبال کیا۔ اور وہاں سے ایک نہایت  
شاندہ و بادوق جلوس روانہ ہوا۔ عمدہ اور مزین  
گھوڑوں پر سواروں کا ایک گروہ آگے آگے تھا۔  
اس کے بعد مدرسہ قادریہ کے چھوٹے بچے تھے، اس کے  
بعد مدرسہ عزیز کے طلبہ تھے، اس کے بعد حزب الانصار  
کے رضا کار تھے، جو مختلف جیوش میں تقسیم کئے گئے تھے  
جیش عدلی، جیش فاروقی، جیش عثمانی، جیش جبرہ  
اور ان کے بعد عام مسلمان نظم و ترتیب کے ساتھ  
جا رہے تھے، ان کے بعد آنے والے علما و کرام تانگوں  
میں سوار آ رہے تھے، اور ان کے بعد اونٹ تھے۔ یہ  
بارونق اور پردہ پر شوکت جلوس شہر کے بازاروں اور  
جانباز مڑین و خوبصورت تیار کئے ہوئے دروازوں  
سے گزرتا، موحا جامع مسجد پہنچا، اذان ہوئی اور مولانا  
مفتی عطا محمد صاحب رتوی نے نماز جمعہ پڑھائی۔

پہلا اجلاس | نماز جمعہ سے فراغت کے بعد ۱۲ بجے  
سے لے کر ساڑھے پانچ بجے عصر تک پہلا اجلاس ہوا

ایک سخت ترین جرم ہے۔ اور اسی کی وجہ سے قوموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور خدائی غضب نازل ہوا کرتا ہے۔

تیسرا اجلاس | بروز شنبہ ۹ بجے سے شروع ہو کر ۲ بجے تک جاری رہا۔ تلاوت

قرآن مجید اور نعتیہ نظموں کے بعد مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری نے تقریر فرمائی۔ قاضی احسان احمد صاحب نے کیونز م اور روس کی موجودہ غاصبانہ اور ظالمانہ روش کے خلاف مدلل اور پر جوش تقریر کی۔ اور روسی سازشوں اور ہندوستان میں روس کے ایجنٹوں کی موجودہ کارگذاریوں اور مختلف لباسوں میں جلوہ گرہ ہو کر کیونز م پھیلانے کا ذکر کیا۔ اور آخر میں وہ تجویز پیش کی جو آئندہ سطور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ کے بعد مولوی امیر الدین صاحب جلال آبادی نے دو گھنٹہ تقریر کی۔ اور حاضرین کو محفوظ کیا۔

چوتھا اجلاس | تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہا۔ مولانا بشیر احمد صاحب

پسروردی، مولانا محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن، مولانا محمد بہاء الحق صاحب قاسمی، مولانا سیاح الدین صاحب کاکا حیل نے تجاویز پیش کیں۔ اور ہر ایک نے اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کے طور پر تقریر فرمائی۔ پھر مولوی عتیق الرحمن صاحب نے مزائیت کی تردید میں ایک مدلل تقریر فرمائی۔ اور آخر میں امیر حزب الانصار، مولانا افتخار احمد صاحب بگوی نے مختصر تقریر فرما کر نماز عصر کے لئے اجلاس کو برخاست کر دیا۔

پانچواں اجلاس | ساڑھے نو بجے رات سے ساڑھے

تلاوت قرآن مجید اور نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے اول حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ و سورۃ اخلاص پڑھا گیا۔ اس کے بعد مولانا مرحوم کے جانشین اور حزب الانصار کے موجودہ امیر مولانا الحاج افتخار احمد صاحب بگوی کے انتخاب کی تصویب اور تمام حاضرین جلسہ سے اس کی منظوری کی تحریک پیش کی گئی جو بالاتفاق منظور ہوئی اس تحریک کو پیش کرتے ہوئے مولانا محمد بہاء الحق صاحب نے مختصر سی تقریر بھی ارشاد فرمائی۔ اور اس کے بعد بالاتفاق فیصلہ بھی کیا گیا کہ موجودہ کانفرنس کی صدارت کے بھی فرائض مولانا افتخار احمد صاحب ہی سرانجام دیں چنانچہ آپ صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ اور آپ نے افتتاحی تقریر کی۔ اور عرض حال کے نام سے مطبوعہ خطبہ صدارت حزب الانصار کے اغراض و مقاصد اور تبلیغی کارنامے۔ اور مولانا مرحوم کی وفات کے بعد ایک سال کی رونداد سنائی۔ اور اس کی مطبوعہ کاپیاں حاضرین میں تقسیم بھی کی گئیں۔ آپ کے بعد مولانا امیر الدین صاحب جلال آبادی نے ولولہ انگیز اور مؤثر تقریر کی۔ لوگوں کو سکرات موت کے شدید ڈباہوال اور بُرے عقائد و اعمال کے انجام بد سے ڈدیا۔

دوسرا اجلاس | رات کے ساڑھے نو بجے سے لے کر بارہ بجے تک رہا۔ جس میں قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی نے اپنے ارشادات عالیہ سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اور قرآن پاک کی آیات و شواہد سے ثابت کیا کہ گنہگار اور احکام دینی کا اخفاء



شوق پہلاؤی مولوی قلی صاحب ملتان اور مولوی لال حسین صاحب اختر نے اپنی تقاریر سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔

**ساتواں اجلاس** | بعد از نماز ظہر بجے سے شروع ہو کر ساڑھے پانچ بجے تک

رہا جس میں مولانا درویش محمد صاحب نے شیعیت کی تردید میں ایک مؤثر و دلنشین تقریر فرما کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ آپ کے بعد قاضی احسان احمد صاحب نے آخری پرچہ پیش اور مولانا مجتہد تقریر فرما کر حاضرین کو مسحور کر دیا۔ آپ کی تقریر کے بعد آخری دعا مانگی گئی۔ امیر حزب الانصار مولانا افتخار احمد صاحب نے حضرات علمائے کرام اور آنے والے تمام جماعتوں اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر خیر و عافیت کامیابی کے ساتھ جلسہ کے ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر کے کانفرنس کے اختتام کا اعلان کر دیا۔

**ہنگامہ خیر قرار دیا**

حزب الانصار کی اس عظیم الشان سالانہ تبلیغی کانفرنس میں مندرجہ ذیل تجاویز بالاتفاق پاس ہوئیں۔

(۱) اراکین و معاونین حزب الانصار کا یہ سالانہ اجتماع مولانا ظہور احمد بگٹی مرحوم کے انتقال پر نہایت سوچ اور اہم کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کی قہم پاشان دینی خدمات اور اعلیٰ کلمہ الحق کا اعتراف کرتا ہے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہے کہ مولانا کریم مرحوم کی ان دینی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

بارہ بجے تک جاری رہا۔ تلاوت کلام اللہ اور نعتیں نظموں کے بعد مولانا محمد اسماعیل صاحب خوشابی نے اطاعت رسول کے موضوع پر بہترین علمی تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے دو کھنڈ پر جو شوق تقریر فرما کر لوگوں کو مستفید کیا۔ آپ نے تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا کہ جب سے انگریز ہندوستان میں آئے ہیں اس وقت سے لے کر اب تک ہر زمانہ میں انگریزوں نے اور انگریز مزارع و سیپوں نے علماء کرام کی جماعت حق کو مٹانے اور ہر طریقہ سے ان کو ذلیل و خوار کر کے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی ہے لیکن علماء کرام نے ہزار ہا تکلیفیں برداشت کر کے اور ان کی ہر طرح کی ذلتوں اور رسوائیوں کو قبول کر کے اپنی اسلامی روایات کو اسلامی تہذیب کو اسلامی علوم کو اور اسلامی آثار و نقوش کو محفوظ رکھا۔ حکومت نے ہر طرح سے ان سے بے اعتنائی برتی۔ معاش اور فراغ خاطر سے روٹی ملنے کے تمام راستے ان کے لئے مسدود کئے گئے تاکہ علماء مجبور ہو کر اپنے مدائس اور دینی علوم کو چھوڑ کر کالجوں اور یونیورسٹیوں کی طرف انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب و تمدن کی طرف مائل ہو جائیں مگر انہوں نے بھوک پیاس کی شدت برداشت کی۔ ان کی روزی پرانگندہ رہی لیکن انہوں نے کسی حالت میں دین کو نہیں چھوڑا۔ مولانا موصوف کی یہ تقریر نہایت مؤثر تھی۔ اور ایک ایک حرف تیر و نشتر کا کام دینے والا تھا۔

**چھٹا اجلاس** | بعد از صبح روز یکشنبہ کو بجے سے شروع ہو کر ڈیڑھ بجے تک رہا مولانا مفتی عطا محمد صاحب دیوبند مولانا محمد حسین صاحب

نیز دب) مولانا ظہور احمد مرحوم کی جانشینی کے لئے مولانا افتخار احمد صاحب کے انتخاب کو متفقہ طور پر منظور کرتا ہے۔ اور متفقہ طور پر حزب الانصار کا امیر تسلیم کرتا ہے اور مولانا افتخار احمد صاحب بگوی کو پوری پوری اعانت و معاونت کا یقین دلاتا ہے۔

نیز رج) اور حزب الانصار کے اغراض و مقاصد جو ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۹ء میں وضع کئے گئے تھے۔ اعادہ کرتا ہے۔ اور ان کی پابندی کا متفقہ طور پر عہدہ کرتا ہے۔

### اغراض و مقاصد

- (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ
- (۲) تبلیغ و اشاعت اسلام
- (۳) اصلاح رسوم بہ اتباع شریعت اسلامیہ
- (۴) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔
- نیز (د) اغراض و مقاصد کے حصول و تعمیل کے لئے جو طریق کار مولانا مرحوم نے تجویز کیا تھا۔ اجلاس حاضرہ کا یہ اجتماع اس کو مستحسن سمجھتا ہے اور اس کے فعال و تعاون کے لئے مولانا افتخار احمد صاحب موجودہ امیر حزب الانصار کے ساتھ تجدید عہد کرتا ہے۔

محرم۔ مولانا محمد بہاء الحق قاسمی امیر نئی

موبدین۔ مولانا محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن و حکیم عبدالمجید صاحب سیفی۔ اور دوسرے حاضرین مجلس علماء کرام۔

(۲) مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا یہ سالانہ اجتماع

مولوی دوست محمد صاحب مبلغ حزب الانصار اور مولانا احمد یار صاحب مرحوم مبلغ حزب الانصار کی وفات پر سوچ و اہم کا اظہار کرتا ہے۔ اور باگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہے کہ خداوند قدوس ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

### حکومتِ روس پر لعنت

(۳) مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومتِ روس کی اس بدوش پر جو اس نے ایران اور ترکی اور عراق کے متعلق اختیار کر رکھی ہے دلی اضطراب اور تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومتِ روس کی اس مسلم آزار بدوش کی مذمت کرتا ہوا دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلامی ملکوں کو اغیار کی دستبرد سے محفوظ رکھے۔ محرم۔ قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی۔ مؤید۔ حکیم عبدالمجید صاحب سیفی

برطانیہ اور امریکہ کی یہود نواز پالیسی کی مذمت (۴) حزب الانصار کا یہ عظیم الشان جلسہ فلسطین کے متعلق عربوں کے مطالبات کو حق بجانب سمجھتا ہے اور حکومتِ برطانیہ و حکومتِ امریکہ کی یہود نواز پالیسی کی پُر زور مذمت کرتا ہوا ان کامتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس پالیسی کو جلد از جلد ترک کر کے مسلمانانِ عالم کی بڑھتی ہوئی بے چینی کو دیکھیں۔ محرم۔ مولانا بشیر احمد صاحب پیسروی۔ مؤید۔ مولانا مدد نیش محمد صاحب مناظر اسلام

## مسلم لیگ سے مطالبہ

(۵) حزب الانصار بھیرہ کا عظیم الشان نمائندہ اجتماع مسلم لیگ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ لیگ سے کمیونٹ (دہریوں) اور مرزائیوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے بترائی کی پیشین گوئیوں کو ادا و دی تھی خارج کر کے اہل حق کو مطمئن کرے۔  
محرمک۔ مولانا محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن  
مؤید۔ حکیم عبدالحمید صاحب سیفی

## تحریک مدح صحابہ کی حمایت

(۶) حزب الانصار بھیرہ کا عظیم الشان اجتماع مدح صحابہ کے سلسلہ میں مسلمانانِ لکھنؤ کی گرفتاری پر ان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوا حکومت یو۔ پی سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس جائز و معقول مذہبی و اخلاقی حق کو تسلیم کر کے دانشمندی کا ثبوت پیش کرے۔  
محرمک۔ مولانا محمد بہار الحق صاحب تاسی  
مؤید۔ مولانا مال حسین صاحب اختر

## دینی جبری تعلیم طاعت قرآن وغیرہ

(۷) مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا عظیم الشان سالانہ نمائندہ اجتماع حکومت پنجاب کے سامنے اپنے ان چار مطالبات کا اعادہ کرتا ہے جو کئی سال سے پیش کئے جا رہے ہیں۔

الف) جس سکول میں ۵۰ فیصدی سے زائد مسلم طلبہ ہوں۔ وہاں مسلمان بچوں کی ابتدائی مذہبی تعلیم

کا انتظام سرکاری خرچ پر کیا جائے۔

ب) قرآن کی طباعت و اشاعت بحق مسلمانانِ مخصوص کر کے قرآن کے احترام کے لئے بھی قانون نافذ کیا جائے۔

ج) جمعہ کے روز مسلم ملازمین کے لئے نماز جمعہ کے لئے کم از کم تین گھنٹہ کی تعطیل ہونی چاہیے۔  
د) خلع ایکٹ کے مقدمات کے فیصلہ کے لئے مسلم ججوں کا تقرر کیا جائے۔

محرمک۔ مولانا سید سباح الدین صاحب کاکا خیل  
مؤید۔ حافظ حکیم ثناء اللہ صاحب لاہوری

## سُرخ پُسل کا نشان

یہ سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آپ اپنا چندہ بندہ یعنی منی آرڈر بھیج دیں۔ وی۔ پی کا اشتہار نہ کیجئے۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے وی۔ پی فارم نہیں ملتے لہذا اس عرصہداشت کو ضروری اصول فرمائیں۔ سُرخ نشان دیکھتے ہی چندہ بندہ یعنی منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

(غلام حسین منجر)

ھر قسم کی ترسیل و زود بنام

غلام حسین منجر سالہ شمس الاسلام بھیرہ

ہونی چاہیے

# علماء ملت کی حق گوئی

کارِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی  
اللہ کے بندوں کو آتی نہیں رو باہی

(دانشور مولوی محمد امین صاحب بھنگوی)

تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ زمانہ سابق میں علمائے حق نے تیز و خجھر کے سایہ میں اعلان کرتے ہوئے اسلامی حکم امر بالمعروف کو ہمیشہ قائم رکھا ہے جب کہیں شہنشاہِ وقت یا اور کسی ذی رعب ہستی سے غلطی نمایاں دیکھتے تو برسرِ بارہ درشتہ الانبیا تیغِ براہ بن کر کلمہ حق تیغ و خجھر کے سایہ میں کہتے ہوئے شاہِ وقت کو متنبہ کر دیتے اور اساکت عن الحق شیطانی احرص کلمہ جو بے نسبتہ وضاحت کے لئے دو چار مثالیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت معاویہؓ نے جب مدینہ کی طرف بیعت یزید کے لئے خط لکھا کہ یزید کو میرے بعد خلیفہ مان لو تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے قاصد کو برجستہ جواب دیا اتذعن الی المہاجر قبلۃ کیا بترک کے قانون کی طرف دعوت دیتے ہو اور خلافت کو درشتہ قرار دے کر یزید کو امیر المؤمنین کہلاتے ہو ہم ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں خلیفہ بالمشاورۃ ہو گا۔ خلافت کی حق دار اگر اولاد ہوتی تو حضرت صدیق اپنے صاحبزادے کو حضرت عمر عبداللہ کو جانشین قرار دیتے بنو امیہ کے عہد میں اکابر محدثین خلفاء و کوفیوں سے روکنے کے عوض قید و بند ترک موالات برداشت کیں لیکن کلمہ حق کانوں میں پہنچا کر یہی حضرت سعید بن مسیبؓ تاجی نے ایک دفعہ خلیفہ شام کے قاصد کو کہا بنو امیہ کو تم کس حال

میں چھوڑ آئے ہو کیا اس حال میں نہیں چھوڑا کہ وہ لوگوں کو بھوکا رکھتے ہیں۔ اس حق گوئی کا ان کو یہ صلہ ملا کہ موسم سرما میں بدن پر ٹھنڈا پانی ڈال کر درے لگوائے گئے۔ قید کیا گیا۔ اہل شہر کو ترک موالات پر مجبور کیا گیا۔ اسی اتنا میں قاصد شاہی فرمان لے کر حاضر ہوتا ہے۔ آپ اس کو لے کر بکری کے منہ میں دے دیتے ہیں بکری چبا جاتی ہے فرماتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ ہمیں جب زمانہ نے کر دیا بدلی شام آجہو کہ عراق آباد ہوا حکومت کی باگ ڈور بنو امیہ سے بنو عباس کے ہاتھ میں بھیجی ساداتِ عظام نے مجاز میں علمِ خلافت بلند کیا منصور عباسی کے مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سراج الاممہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا کہ منصور کی بیعت شرعاً ناجائز ہے۔ اہل عالی مقام اس بات سے آگاہ تھے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے بنو امیہ کی قبروں میں بھی آرام سے نہ سونے دیا۔ ان کی ہڈیاں جلا کر رکھ کر دیں لیکن حق بجانب ساداتِ عظام دیکھتے ہوئے فتویٰ شائع کر دیا۔ سادات کی اکامبات کے بعد جب منصور دوبارہ ملک پر قبضہ کرتا ہے تو سب سے پہلے امام صاحب کو دربار میں بلوا کر منصب قضا پر مجبور کرتا ہے۔ امام صاحب انکار کرتے ہیں۔ انکار کی آڑ لے کر امام صاحب کو قید خانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں محبوس

کرنا ہے۔ پورے چار برس امام اس کال کو ٹھہری میں گزارتے ہیں۔ یہ اسی فتویٰ کا صلہ تھا جو امام صاحب نے منصور کے خلاف دیا تھا۔ کیا شیخ سعدی کا واقعہ آپ کی نظر سے نہیں گذرا۔

ہلاکو جیسے فرمانروا کو برسرِ دربار ظالم کہنے سے نہیں بچ سکتے۔ جس کا ظلم اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اور دنیا اب اس کے نام سے بھی ڈر رہی ہے ابن تیمیہ نے سلطان آباقان پر اس کے دربار میں بیٹھ کر لعنت بھیجی۔ مولانا شمس الدین نے سلطان شمس الدین کے دربار میں کھڑے ہو کر لیے باکی کے ساتھ دعائے ہلاکت کی۔ آپ کو حلیط کے الفاظ یاد نہیں جس نے حجاج جیسے ظالم فرمانروا کو برسرِ دربار کہا کہ تو دنیا میں سب سے بڑا خدا کا دشمن ہے کیا امام شافعی کا واقعہ یاد نہیں منصور کے ناک پر لکھی بیٹھتی ہے امام سے مخاطب ہو کر کہتا ہے خدا جانے یہ کس نے پیدا کی گئی ہے، امام صاحب نے برہمتہ ہو کر جواب دیا کہ ظالموں کا غرور توڑنے کے لئے۔

ذیلی میں لسان الحق امام احمد بن حنبل کا واقعہ بردہ فی تفصیل پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو صحیح طور پر معلوم ہو جائے کہ دنیا میں یہ ایک ہی ایسا فرقہ ہے جس نے دنیا کے خوفناک تیریں سزاؤں اور جہنم ترین انسانوں کے سامنے کلمہ حق کا فرض ادا کیا۔ جب ۲۱۰ھ میں مامون نے دنیا کے علماء سے منوا چاہا کہ قرآن مخلوق ہے جن بزرگوں نے عزم و استقلال کے ساتھ مامون کی مخالفت کی۔ ان سب میں سے پہلا نمبر امام صاحب کا ہے مامون نے والی بغداد کو خط لکھا۔ علماء بغداد سے اس عقیدہ کے متعلق امتحان لیا تو چھپ جائے۔ والی کے سوال کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا میں تو صرف یہ جانتا ہوں

کہ خدا کا کلام ہے اور بس۔ والی بغداد نے مامون کو یہ خط بایں مضمون تحریر کیا۔ مامون نے کہا۔ امام صاحب کو پابندِ نجیر کر کے دربار میں بھیج دو۔ امام کے پہنچنے سے پہلے مامون کا انتقال ہو جاتا ہے۔ معتصم مستند خلافت پر متمکن ہوتا ہے (وہ بھی اس عقیدہ میں بھائی سے کم نہ تھا) معتصم نے مناظرہ کے لئے علمائے معتزلہ کو بلوا کر امام صاحب سے مناظرہ کرایا۔ (تفصیلاً رسائل مولانا ابوالکلام آزاد کا مطالعہ کریں) امام صاحب نے مسئلہ کو بدلائل و ارفع کر دیا لیکن معتصم کے سر میں نشہ حکومت تھا۔ کہا یا اقرار کر دیا جیل خانہ منظور کر دو۔ امام نے قید کو اقرار پر ترجیح دیتے ہوئے منع دو پیٹریوں کے جیل خانہ میں جلوہ افروز ہونے۔ معتصم نے جب اس حالت میں بھی مقررہ پایا تو چار پیٹریوں کا حکم دیا۔ جب امام نے اس سزا کی بھی پروا نہ کی۔ تو معتصم نے آخری فیصلے کے لئے دربار میں بلایا۔ امام صاحب کو حاضری کے لئے اونٹ پر بٹھایا گیا۔ پاؤں میں اتنی بوجھل نہنجیریں تھیں۔ فرماتے ہیں مجھے ڈر تھا کہ منہ کے بارہ زمین پر نہ بگڑ پڑوں۔ دربار میں نشگی تلواروں کے نیچے پوچھ گائیاں فرمایا مجھے کتاب و سنت کے بغیر اور کوئی چیز قبول نہیں۔ آخری فیصلہ دربار سے کوروں کا ہوتا ہے۔ امام کا جسم اقدس تنکا کر کے جلا دوڑا مارتا ہے۔ پہلے یہ فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دوسرے پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تیسرے پر القرآن کلام اللہ غیر مخلوق جو تھے پر لن یصینا الا ما کتب اللہ اس طرح ہر کوڑے پر آیت پڑھتے جاتے تھے۔ میں اسی حالت میں امام صاحب کا تہ بند کھل کر ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے ہیں۔ خدا یا اگر میں حق پر ہوں تو مجھے جے پر دہ نہ کر۔ ازار کھٹنے سے گر جاتا ہے۔ میوہی کے

عالم میں زمین پر گویا پڑتے ہیں۔ بے دردی کے ساتھ جسم  
عقدس کو روندنا جاتا ہے۔ یہ تھا عزمِ راسخ اتنے مصائب  
کی برداشت کی لیکن حق سے انحراف نہ کیا۔ قید و بند کی سختیاں  
جھیلیں۔ کوڑوں کو سہا لیکن حق کا دامن نہ چھوڑا۔ اسلام  
کی آن کو بے آن نہ کیا۔ بالآخر جب ۱۲۱ھ میں انتقال ہوتا  
ہے آٹھ لاکھ عورتیں ۶۰ ہزار مرد شریک جنازہ ہوتے  
ہیں۔ گلیوں میں قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ یہ نظارہ دیکھ  
کر اسی دن بیس ہزار یہودی نصرانی مسلمان ہوتے ہیں

ہر کہ حق یا شد چوں جاں اندر تنش  
ختم نگردد پیش باطل گر و نش  
خوف را در سینہ او راہ نیست  
خاطرش مرغوب غیر اللہ نیست  
پیش فرعونے سرش انگذہ نیست  
ماسوائے اللہ را مسلمان بندہ نیست

کیا خاک کر بلا کا ذرہ ذرہ اس بات کی شہادت نہیں  
دے رہا کہ حق باطل کے سامنے سر دے دیتا ہے لیکن بجا  
نہیں کرتا ہے

سروداد داد دست در دست یزید  
حقاکہ هست بنائے لالا حسین (اجیری)  
کہا کہ گردنیں دکھلا گئے وہ کہ بلا والے  
کبھی بندے کے آگے جھک نہیں سکے خدا والے  
علمائے سلف نے دنیا میں اس بات کا سکہ جمادیا  
کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کے ایسے بزرگ ہیں جو دنیا کے  
ہر ملک ترین اسکو قید خانہ کی کوٹھڑی جلا وطنی محرومی  
مال و ملک کے خوف سے حق کہنے سے باز نہیں آتے  
دنیا کے مصائب بخوشی گوارہ کرتے ہیں لیکن حق نہیں  
چھپاتے۔

اخیر میں قبائل کے دو شعروں پر اکتفا کرتا ہوں۔

لبو فقیروں کا سوز یقیں سے تھا جب گرم  
وہ نوچتے تھے گریبان بادشاہوں کے  
بہی نہ سینے میں جب سے جلادت ایمان  
سمٹ کے رہ گئے گوشوں میں خاتقاہوں کے

## مرزا ائیت

حقیقت مرزا ائیت۔ مولفہ مولوی عبدالمکرم صاحب  
میاہ سابق مبلغ مرزا ائیت۔ گھر کے بھیدی نے اس  
کتاب کے ذریعہ مرزا ائیت کی لٹکا ڈھا کر رکھ دی قابل  
کتاب ہے قیمت صرف ۸۔  
حقیقت مرزا ائیت۔ مولفہ مولوی علم الدین صاحب  
(باشندہ قادیان) مرزا ائیت کے رد میں عمدہ کتاب ہے قیمت  
دس آنے ۱۰/۱

قادیانی بڈیان۔ مرزا قادیانی کی اوٹ پٹانک  
پیشگوئیوں کی حقیقت کو دلچسپ انداز میں بے نقاب  
کیا گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲/)  
خبر سچ محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا

## ملنے کا پستہ

(پیرزادہ) ابوالفضلاء محمد بہاء الحق قاسمی  
گلوالی دروازہ۔ امرتسر

# تبلیغی کتائیں

## کشف التلبیس

مصنف مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نورایان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی فوجوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رسوا کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے جذبہ پیرایہ میں تبلیغ و اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام طعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴ روپے دوم حصہ سوم ۴ روپے کل طلب کرنے پر ۸ روپے محمولہ اک علاوہ۔

## برق آسمانی

جس میں مرزائے قادیان کے اپنے قلم سے اس کے اپنے سوانح عقائد و عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ان خلیفہ نورالدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے مرزائیوں کا ناٹھ بند کر دیا ہے۔ ۸ روپے

جہاں شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

## صور اسرافیل

جو اگست سنہ میں شائع ہو کر خراج حسین حاصل کر چکا ہے۔ اس میں بڑی خوبی ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سخت الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گوناگوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور جس میں مدح صحابہ و تبرہ پر قرآن مجید احادیث بنی کیم اقوال ائمہ، رسالت، صوفیانے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہیں سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔

اور اسلامی جرائد و اکابر ملک کے افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیزدہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تیزبانی کے ہونے کا نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ حجم ۱۲۲ صفحہ قیمت ۸ روپے محمولہ اک۔ صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں۔

## ماہنامہ نقشبندیہ

مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب بکھروی اس کتاب میں مرزائے قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیانے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴ روپے محمولہ اک۔

## اجتناب الحنفیہ

اس رسالہ میں صد با علمائے اسلام کے قادیانی جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل واضح اور براہین قاطع سے فرقہ و افراط و مرزائے کا اہتدوارہ رافضی و مرزائی سے سنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴ روپے

## قاتلان حسین

اس میں نہایت محققانہ طریقہ سے حضرات شیعہ کی مقبر کتابوں کی مستند روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نو سے اور حضرت علی کے خلیفہ سیدنا حضرت حسینؑ کو کہ بلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت بے رحمی سے شہید کرنے والے شیعہ اور پیشوایان مذہب شیعہ تھے۔ اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعوں کی شیعیت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتابت و لفریب۔ طباعت دیدہ زیب۔ کا قدبیز۔ قیمت صرف دس آنہ علاوہ محمولہ اک۔

## تحفہ مرزائیہ

یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۲۳ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے مہم ہوا تھا۔ اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں

درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴۔

**حقیقت تشیع** | مؤلف پیر قطبی شاہ صاحب، مذہب تشیع کے سر  
بستہ راہوں کا انکشاف۔ فی سینکڑہ پانچ

روپے۔ فی نسخہ ۱۔

**ہدایات القرآن** | عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق  
قرآن کا بلیغہ و نیز اسی رسالہ کے

ذریعہ راہوں کے منطقات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسائی  
لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے  
ہیں۔ لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری  
ہے۔ فی نسخہ ۱۔

**کتاب تحقیق اہرام فی منع القراءة** | تصنیف لطیف  
حضرت مولانا مفتی

**خلف الامام** | پیر غلام رسول

صاحب قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس میں حضرت  
مصنف مرحوم نے حنفی مذہب کی تائید کرتے ہوئے امام  
کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے پر قوی دلائل پیش کئے  
ہیں۔ قیمت ۲۔ علاوہ محمولہ اک۔

**رسالہ خیر جاری دہرہ** | از تصنیف پیر زادہ مولانا  
محمد بہار الحق صاحب

**مذہب خاکساری** | قاسمی امرتسری۔

قیمت ایک آنہ (۱)۔

**مظلوم قوم** | تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم بی۔ ۱۰  
اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں

کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات کو مؤثر طریقہ  
میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی ہے۔

قیمت ۵۔ علاوہ محمولہ اک

**اسلامی جہاد**

راولپنڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان  
یکہ منعقدہ ۸۔ ۹۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء میں

انصار پیاسیوں سے آلودہ کبر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی  
جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا

گیا ہے۔ اور عہد حاضرہ کی بعض علماء عسکری تنظیموں پر ہر  
یہ لاکھ بھرہ کیا گیا ہے۔ از حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گوہر

امیر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ قیمت۔ علاوہ محمولہ اک

**مشرقی فتنہ** | ملخص پنجاب غایت اللہ مشرقی کے کفر پر دور  
خیالات پر لا جواب تنقید از قلم صاحب

سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی، پیر ترجمان القرآن۔  
قیمت فی نسخہ ۲۔ علاوہ محمولہ اک

**ضرب کاری بر مذہب خاکساری** | ملخص پنجاب  
غایت اللہ

مشرقی کے عقائد اور اس کی تحریک خاکساری کے متعلق علماء  
مصر و بیت المقدس و ترکی و مکہ معظمہ کے حنفی، شافعی،

مالکی اور حنبلی علمائے کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ قیمت فی  
نسخہ ۲۔ محمولہ علاوہ۔

**خاکساری فتنہ** | خاکساری اُمت کے خلاف یہ پہلا کتاب ہے  
جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا جب

کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لمحہ کی دستبرد سے محفوظ  
ہوا۔ اور جس کو دیکھ کر خاکساروں کی جماعت کشمیر نے خاکساری سے

توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو  
سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں بھی

ہے۔ از مولانا پیر زادہ محمد بہار الحق قاسمی قیمت فی نسخہ ۲۔ محمولہ اک

ملنے کا پتہ منیجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)